نمبر ۵۰ | مورخہ ۲۰ر دسمبر ۱۹۲۹ء | یوم شنبہ | مطابق ۱۸ر رجب ۱۳۴۸ھ | جلد ۱۷

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے ۔

ایک ڈچ مشنری پادری صاحب بنام ڈاکٹر کرامر ہالینڈ سے جاوا جاتے ہوئے راستہ میں ہندوستان کی سیر کرتے ہوئے ۱۵ دسمبر قادیان آئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ سے ملے۔ اور سلسلہ کے مدارس اور دفاتر دیکھے یہاں کے طریق تبلیغ کے متعلق حالات معلوم کرتے رہے سکتے تھے۔ میں نے ہالینڈ کے اخباروں میں مس ہدایت بڈ کا حال پڑھا تھا۔ کہ وہ مسلمان ہو کر قادیان چلی گئی ہیں۔ وہاں سکونت اختیار کر کے طلبا کو ڈچ پڑھاتی ہیں۔ اور اسلامی لٹریچر کو ڈچ زبان میں ترجمہ کر رہی ہیں۔ اس واسطے بالخصوص مجھے یہاں آنے کا شوق تھا۔ اور جو حسن اخلاق مجھے یہاں دکھایا گیا۔ اس کا شکر گذار ہوں۔ اور اگر ہو سکا۔ تو پنجاب چھوڑنے سے قبل پھر ایک دفعہ آؤنگا۔ اور چند روز قیام کروں گا۔ چند انگریزی کتب انہوں نے خریدیں اور رات کی گاڑی سے لاہور چلے گئے ۔

۱۷ دسمبر عبدالمجید صاحب قریشی کو جو تحریک ۱۰۱ فیصدی سے متعلق کتھے میں حضرت خلیفۃ المسیح نے ملاقات کا موقعہ بخشا۔ رات کو قریشی صاحب کا لیکچر ہوا۔ مفصل آئندہ

سالانہ جلسہ کے متعلق چند ضروری باتیں

(۱) سالانہ جلسہ انشاء اللہ ۲۷ تا ۲۹ دسمبر قادیان میں ہوگا ۔

(۲) دور کے اصحاب کو جو ۲۶ر دسمبر چل کر ۲۷ر دسمبر جلسہ کی کارروائی میں (جو پونے ۹ بجے صبح شروع ہوگی) شامل نہ ہو سکیں۔ انہیں کرسمس کے رعائتی واپسی ٹکٹ خریدنے چاہئیں۔ جو ۱۴ جنوری سنہ ۳۰ء تک کارآمد ہو سکیں گے۔ دوسرے اصحاب کو ویک انڈ ٹکٹ لینے چاہئیں جو بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب سے ۱۲ بجے رات کے بعد ہر اسٹیشن سے مل سکیں گے۔ یہ واپسی ٹکٹ ایک طرف کا پورا اور دوسری طرف کا ایک چوتھائی کرایہ ادا کرنے پر مل سکینگے۔ بشرطیکہ سفر ۴۵ میل سے کم نہ ہو۔ اس سے کم سفر کے لئے ایک طرف کا پورا۔ اور دوسری طرف کا ایک تہائی کرایہ دینا پڑے گا۔ اور یہ ٹکٹ یکم جنوری سنہ ۱۹۳۰ء کی رات کے ۱۲ بجے تک کام آسکیں گے ۔

(۳) احباب کو کوشش کرنی چاہئیے۔ کہ اپنے ساتھ نہ صرف اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو لائیں۔ بلکہ غیر احمدی اور غیر مسلم اصحاب کو بھی لانے کی کوشش کریں ۔

(۴) تازہ بارش کی وجہ سے چونکہ سردی بہت بڑھ گئی ہے اس لئے کافی گرم بستر لانا چاہیئے۔ پہننے کے کپڑے بھی گرم ہونے چاہئیں ۔

(۵) امید کی جاتی ہے۔ کہ سالانہ جلسہ کے لئے محکمہ ریلوے سپیشل گاڑیاں بھی چلائیگا۔ مگر اس کے متعلق ابھی مکمل اطلاع نہیں پہنچی۔ کوشش کی جائے گی۔ کہ اگلے پرچہ میں ان گاڑیوں کی تفصیل درج کی جا سکے ۔

چندہ جلسہ سالانہ کے متعلق احمدی جماعتوں کی سرگرمی

گذشتہ اشاعت کے بعد حسب ذیل جماعتوں کا چندہ جلسہ سالانہ مقرر کردہ رقم کے مطابق داخل ہو رہا ہے یا اس میں کچھ کمی ہے۔ جو یقین ہے۔ کہ انشاء اللہ جلسہ کے ایام تک ضرور پوری کر دی جائے گی۔

پنڈی بھٹیاں ۲۵/۲۵ - پسرور ۱۵/۱۵ - سرہند ریاست پٹیالہ ۱/۱ - بیگو وال ضلع سیالکوٹ ۵/۵ - میاں غلام محمد صاحب لکھتے ہیں۔ میں اکیلا ہوں - اور آمدنی بھی ایسی نہیں۔ مگر حضرت کے حکم کی تعمیل میں پوری رقم دے رہا ہوں لدھیکے نیویں ضلع لاہور ۱۵/۱۵ - تلونڈی راہ والی ضلع گوجرانوالہ ۱۵/۱۵ - جھانسی ۱/۱ - جماعت اوکاڑہ ضلع منٹگمری ۴۰ روپے پہلے ارسال کئے تھے۔ اب ۱۰ روپے اور ارسال کئے ہیں۔ مقررہ رقم ۲۵۔ بھتی۔ کھاریاں ۶۵/۷ - حیدرآباد دکن ۵/۵ - جماعت مانڈلے کے حساب میں ڈاکٹر گوہرالدین صاحب نے ۲۰ روپے ارسال کئے ہیں سابقہ ۶۵ - ملاکر ۸۵/۱۲۵ ہوئے۔ ڈیرہ غازیخاں ۸/۱۰ - چک ۱۱۶/ج ۲۷/۳۰ - چک ۹۸ شمالی ۴۷/۵۰ کاکی کٹ مالابار ۲۵/۲۵ گلانوالی ضلع گورداسپور ۱۰/۱۴ - گنگ ۶/۶ کرنیک علاقہ گنگ ۱۰۱/۱۰۱ - ہسولہ ضلع جہلم ۲۰/۲۰ - اہرانہ ضلع ہوشیارپور ۱۶/۲۰ - مالو کے بھگت ۱۶/۲۲ - لارنس پور ۱۲/۲۲ یہ رقم اکیلے بابو فضل کریم صاحب کی ہے۔ جیب علی خان صاحب وٹرنری کالج لاہور ۲۰ روپے۔ سید ظہور احمد صاحب ۱۲۔ کالج کے دوسرے طلباء کو توجہ کرنا ضروری ہے ان کے لئے کل رقم ۳۰۰ مقرر ہے۔ نوشہرہ چھاؤنی کے جناب محمد صادق صاحب نے مقررہ رقم ۱۰۰ سے زیادہ امسال کی تھی اب پچاس روپے اور جلسہ پر داخل کرنے کی اطلاع دی ہے ؛ ناظر بیت المال قادیان۔

جلسہ سالانہ پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی سے ملاقات

اللہ تعالیٰ کے فضل کے ماتحت جلسہ سالانہ کے دن اب بہت قریب آ گئے ہیں۔ احباب تیاری سفر میں اس وقت مصروف ہونگے۔ جن پاکیزہ اغراض کو لے کر دوست اس مقدس مقام میں اس اجتماع میں شریک ہونے کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ اُن میں سے ایک غرض اپنے پیارے امام اور مقدس آقا سے ملاقات ہوتی ہے۔ ہر آنے والے کی یہی خواہش ہوتی ہے۔ کہ اسے جلد سے جلد حضور کی ملاقات کا شرف حاصل ہو۔ قلت وقت کثرت ہجوم اور حضرت کی مشغولیت کی وجہ سے قدرتاً بعض دقتیں پیش آتی ہیں۔ احباب ملاقات کے لئے جلد سے جلد اور زیادہ سے زیادہ وقت چاہتے ہیں۔ لیکن وقت اُن کی خواہش کے مطابق مساعدت نہیں کرتا حسن انتظام کی خاطر میں احباب کی خدمت میں مندرجہ ذیل امور پیش کرنا چاہتا ہوں۔ امید ہے۔ احباب کارکنان کی دقتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس انتظام میں پورے طور پر ان کے ساتھ تعاون کریں گے ؛

۱۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ جلسہ کے موقعہ پر اپنے کمروں کے منتظمین سے فارم ملاقات حاصل کر کے (اپنی تمام جماعت کے قادیان پہنچ جانے پر) جلد سے جلد خانہ پُری فرما کر دفتر پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز میں بھجوا دیں۔ فارم پُر کرتے وقت اپنا ضلع ضرور تحریر فرمائیں۔ تا ملاقات کے اوقات کی تقسیم بآسانی ہو سکے ؛

۲۔ فارم ملاقات صرف جماعت کے امیر یا سیکرٹری صاحبان ہی پُر فرمائیں۔ کیونکہ دوسرے صاحبان کے پُر کرنے سے بعض دفعہ تعداد افراد کی کمی و بیشی کی وجہ سے دقت کا سامنا ہوتا ہے ؛

۳۔ جو احباب زیادہ اطمینان سے ملاقات کرنا چاہتے ہوں۔ ان کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ اپنی تمام جماعت سمیت ۲۶ دسمبر کی شام کو دارالامان پہنچ جائیں۔ تا ۲۷ دسمبر کی صبح کو ان کے لئے وقت مقرر کرنے کا انتظام کیا جا سکے ؛

پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

وصولی چندہ کے متعلق انسپکٹروں کی کارگذاری

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر کہ علاوہ چندہ جلسہ سالانہ کے چندہ عام۔ چندہ خاص کے بقایوں کی وصولی کا انتظام وفد بنا کر کیا جائے۔ اور وفد اس وقت تک کام کرتا رہے۔ جب تک کہ سلسلہ کے سر پر سے بار نہ اُتر جائے۔ بعض جماعتوں میں انسپکٹروں کے تقرر کا اعلان اخبار الفضل مورخہ ۱۰ دسمبر صفحہ ۱۶ میں کیا گیا تھا۔ انسپکٹروں نے کام شروع کر دیا ہے۔ اور یہ طریق عمل مفید ثابت ہو رہا ہے۔ لہذا تمام جماعتوں کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے حکم کی تعمیل میں وفد بنا کر بقائے وصول کرنے چاہئیں۔ ذیل میں چند وفود کی کارگذاریوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ گجرات سے مولوی محمد ابراہیم صاحب و منشی محمد الدین صاحب کی رپورٹ کے ماسوائے امیر جماعت چوہدری احمد الدین صاحب و جنرل سیکرٹری ملک برکت علی صاحب اور محاسب عبد المجید صاحب کی رپورٹیں بھی پہونچی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے ؛

خدا کے فضل اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی دعا سے چندہ جلسہ سالانہ پورا ہو گیا۔ اس کے علاوہ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے جمعہ میں انفاق فی سبیل اللہ پر ایک پُر زور تقریر کرتے ہوئے چندہ عام۔ چندہ خاص وغیرہ کے بقایوں کے ادا کرنے کی تاکید کی۔ اور بعد جمعہ ایک وفد جس میں مقامی احباب چوہدری نذیر احمد صاحب۔ ابن امیر جماعت اور ملک برکت علی صاحب۔ چوہدری شاہ محمد صاحب۔ مرزا اکرم بیگ صاحب محصل پر مشتمل تھا۔ تجویز کیا گیا۔ اس نے رات کے ۱۱ بجے تک اور دوسرے دن ۱۲ بجے تک کام کیا۔ تمام چندوں (چندہ عام۔ چندہ خاص چندہ جلسہ سالانہ) کے بقائے وصول کر لئے۔ بلکہ دسمبر کا چندہ بعض احباب نے پیشگی ادا کر دیا۔ اس وقت کوئی بقایا نہیں ہے۔ اور مشفقہ طور پر جماعت کے احباب نے ہمت اور اخلاص کا اچھا نمونہ دکھایا۔ ۲۵۵ روپیہ کی رقم بذریعہ بیمہ ارسال ہے۔ اس جماعت کے جنرل سکرٹری۔ محاسب محصل صاحبان نہایت محنت اور اخلاص سے کام کرتے ہیں چندہ جلسہ سالانہ اور بقایوں کی وصولی میں ہمارے نوجوان چوہدری بشیر احمد صاحب نے خصوصیت سے حصہ لیا ہے۔ بیت المال تمام اصحاب کا شکریہ ادا کرتا ہے ؛

۲۔ جماعت منٹگمری کا معائنہ چوہدری غلام احمد خان صاحب ایڈووکیٹ پاکپٹن نے باوجود عدیم الفرصتی کے کیا۔ ان کی رپورٹ کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ چندہ عام۔ چندہ خاص اور چندہ جلسہ سالانہ کے بقائے وغیرہ وصول کرنے کے لئے مقامی احباب چوہدری محمد شریف صاحب وکیل۔ میاں محمد شریف صاحب ای۔ اے سی اور سکرٹری مال شیخ نذیر احمد خان صاحب کا وفد بنایا گیا۔ وفد نے یقین دلایا۔ کہ تمام جماعت کے بقائے وصول کر لئے جائیں گے۔ انشاء اللہ ؛

۳۔ چوہدری غلام حسین صاحب انسپکٹر ڈیرہ غازیخان نے اطلاع دی ہے۔ کہ تعمیلاً ضلع میں تنگ و دو کر کے بقایا رقوم بھجوا رہا ہوں۔ ایفضلہ پوری کوشش ہو رہی ہے۔ امید ہے۔ کہ اس اثنا میں بہت سی رقوم متعلقہ جماعت ہائے ضلع ہذا پہنچ چکی ہونگی۔ کوٹ قیصرانی کے احباب سے بھی تاکید کی ہے۔ ڈیرہ غازیخاں کا چندہ جلسہ سالانہ مقررہ رقم ایک صد روپیہ سے کچھ اوپر داخل کیا جائے گا ؛

۴۔ جماعت جہلم نے باوجود طغیانی دریا اور نقصانات کے ۱۹۶ روپے ۲ آنے کی رقم بقایا چندہ عام و خاص وصول کر کے بھیج دی ہے

۵۔ صوبہ سرحد کے منشی عبد المجید خان صاحب انسپکٹر نے سرحدی جماعتوں کا مفصل پروگرام مع معائنہ کنندگان کے اسماء کے برائے اطلاع بیت المال بھیجا ہے۔ امید ہے۔ کہ صوبہ سرحد کے انسپکٹر ان بقایا چندوں کے وصول کرنے میں نہایت تندہی اور چستی سے کام کرتے ہوئے شکریہ کا موقعہ دینگے ؛

۶۔ اخبار کے اعلان کے مطابق باقی انسپکٹروں نے بھی کام کرنے کی اطلاع دی ہے ؛ ناظر بیت المال قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل ۱۰۹
Digitized by Khilafat Library Rabwah
نمبر ۵۰ قادیان دارالامان مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۹۲۹ء جلد ۱۷

سالانہ جلسہ کو عظیم الشان بنانے کا فرض

"زمین قادیان میں ہجوم خلق"

جس اخلاص اور جوش سے جماعت احمدیہ کے افراد نے نہایت ہی قلیل وقت میں مالی مشکلات میں گھرے ہوئے کے باوجود اخراجات جلسہ سالانہ کی رقوم ارسال کی ہیں۔ اور کئی ایک جماعتوں نے نہ صرف مقررہ رقم پوری کر دی ہے۔ بلکہ اس سے ڈیوڑھی اور دگنی بھیجی ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ اپنے امام کی آواز پر کس خوشی اور مسرت سے لبیک کہتی ہے۔ اور باوجود اپنی غربت اور قلت کے نہ صرف سارا سال خدمت دین کے لئے اپنے مال میں سے ایک کافی حصہ ادا کرتی ہے۔ بلکہ جب کسی خاص ضرورت کے لئے کسی رقم کا خواہ وہ ہزاروں کی ہی ہو۔ فوری مطالبہ کیا جائے تو اسے مہیا کرنا بھی اپنا اہم فرض سمجھتی ہے۔ وہ یہ تو گوارا کر سکتی ہے۔ کہ اپنے ضروری سے ضروری ذاتی اخراجات میں تخفیف کر دے۔ یا انہیں بالکل ہی روک دے۔ اس سے بڑھ کر وہ یہ بھی کر سکتی ہے۔ کہ اپنے آپکو بھوکا رکھ کر اور اپنے بال بچوں کے پیٹ کاٹ کر بھی جو کچھ بچا سکے۔ اسے دین کے لئے دے ڈالے۔ لیکن یہ قطعاً گوارا نہیں کر سکتی۔ کہ اس کا امام ایک اہم دینی کام کے لئے اخراجات کی ضرورت کا اظہار کرے اور وہ وقت پر پورے نہ کر دئے جائیں؛

جماعت احمدیہ کا اپنے امام کی آواز پر لبیک کہنے کا یہ جذبہ اور خدمت دین کے متعلق یہ اخلاص قطعاً بے مثال ہے۔ اور اس کی نظیر کہیں ڈھونڈے سے بھی نہیں مل سکتی۔ اسی ہندوستان میں ایسے لوگ تو موجود ہیں۔ جو سینکڑوں نہیں۔ بلکہ ہزاروں روپے لہو و لعب میں صرف کر دیتے ہیں۔ ایسے بھی ہیں۔ جو عیش و عشرت کے لئے پانی کی طرح روپیہ بہا دیتے ہیں۔ انہیں چھوڑ کر ایسے بھی ہیں۔ جو لاکھوں روپے دنیوی برتری اور فوقیت حاصل کرنے کے لئے خرچ کر دیتے ہیں۔ لیکن نہ صرف ہندوستان میں بلکہ ساری دنیا میں سوائے جماعت احمدیہ کے کوئی مالدار سے مالدار قوم بھی ایسی نہیں۔ جو دین کی خاطر اپنے پیٹوں پر پتھر باندھنا اپنے بال بچوں کو بھوکا رکھنا۔ اپنی اہم سے اہم ضروریات کو ہیچ دنیا فخر سمجھتی ہو۔ اور اس میں بے حد راحت اور خوشی محسوس کرتی ہو۔ یہ فضیلت خدا تعالےٰ نے صرف اسی جماعت کو عطا کی ہے۔ جس کا ہر فرد پہلا قدم اٹھاتے ہی دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کرتا۔ اور پھر زندگی کے ہر لمحہ میں اس کا ثبوت دیتا ہے مبارک ہیں وہ لوگ جنہیں خدا تعالےٰ نے یہ شرف عطا کیا۔ اور جن کے لئے اس نے دین و دنیا کی فلاح اور کامرانی مقدر کر رکھی ہے؛

غرض جماعت احمدیہ نے چند دنوں کے اندر اندر پریشان کن مالی مشکلات سے دوچار ہونے کے باوجود اخراجات جلسہ سالانہ کے لئے جو گراں قدر رقم فراہم کر دی ہے۔ وہ جہاں اس کی مالی قربانی اور جہاد بالمال کا ایک تازہ ثبوت ہے۔ وہاں اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ سالانہ جلسہ کی تقریب اس کے نزدیک ایک بہت بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ اور وہ اسے کامیاب اور عظیم الشان بنانا اپنا مقدس فرض سمجھتی ہے۔ اب جبکہ مالی پہلو سے اس مبارک اجتماع کو کامیاب بنانے کا کام ایک بڑی حد تک کامیابی حاصل کر چکا ہے۔ ہم توقع رکھتے ہیں۔ کہ اپنے مقدس ہادی اور راہنما حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس اعلان کی شان و شوکت کے اظہار میں بھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جائے گا۔ کہ

زمین قادیاں اب محترم ہے۔
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے۔

اگرچہ زمین قادیاں "ہر آں" ہجوم خلق" کا نظارہ پیش کر کے خدا تعالےٰ کے فرستادہ کے کلمات کی تصدیق کرتی۔ اور خدا تعالےٰ کے نشانات سے لطف اندوز ہونے والوں کے لئے سامان مسرت مہیا کرتی رہتی ہے۔ لیکن سالانہ اجتماع ایک خاص ہی شان رکھتا ہے۔ جبکہ قادیان کی زمین باوجود وسیع ہونے کے "ہجوم خلق" کے مقابلہ میں تنگ ثابت ہوتی۔ اور "ارض حرم" کا مکمل نقشہ پیش کرتی ہے۔ پھر کونسا احمدی ہوگا۔ جو اس نقشہ کے دیکھنے اور ان برکات سے مستفیض ہونے کی خواہش نہ رکھتا ہو۔ جو اس تقریب سے وابستہ ہیں۔ اور جن کا ذکر خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے؛

اب جبکہ اس تقریب سعید میں بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں ہر احمدی کو تہیہ کر لینا چاہیئے۔ کہ وہ سو کام چھوڑ کر بھی ضرور جلسہ میں شریک ہوگا۔ اور "ہجوم خلق" کا جزو بن کر نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمودہ کی صداقت کے اظہار میں حصہ لیگا بلکہ اپنے ایمان اور ایقان کو بھی از سر نو جلا دے گا۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی کوشش ہونی چاہیئے۔ کہ اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں اہل و عیال اور بال بچوں کو بھی اس سعادت میں شریک کیا جائے کہ ان کا بھی اس پر حق ہے۔ اور وہ بھی اس سعادت کے مستحق ہیں۔ کہ انہیں اس نعمت عظمیٰ سے مستفیض ہونے کا موقعہ دیا جائے؛

اب کے حسن اتفاق سے سالانہ جلسہ ایسے ایام میں منعقد ہو رہا ہے۔ کہ پہلے جتنا کرایہ خرچ کر کے ایک شخص شریک ہو سکتا تھا۔ اس دفعہ اس میں ایک قلیل سے اضافہ کے ساتھ دو شخص آ جا سکتے ہیں۔ بس پہلے جس خاندان سے ایک شخص آتا تھا۔ اس کے دو اور جس کے دو آتے تھے۔ اس کے چار اور جس کے چار آتے تھے۔ اس کے آٹھ آنے چاہئیں۔ اور کسی شخص کو آمد و رفت کے اخراجات کی وجہ سے پیچھے نہیں رہنا چاہیئے۔ کرایہ کی اس رعایت کو خدا تعالےٰ کا فضل سمجھنا چاہیئے۔ اور اس کی پوری پوری قدر کرنی چاہیئے۔ گذشتہ سال ریل گاڑی کے جاری ہونے کی وجہ سے نہ صرف سفر میں بہت بڑی سہولت اور آسانی پیدا ہو گئی تھی۔ بلکہ اخراجات میں بھی بہت کچھ کمی ہو گئی تھی۔ اور احباب نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ اور پہلے سے زیادہ تعداد میں تشریف لائے تھے۔ خدا تعالےٰ نے لئن شکرتم لازیدنکم کے ماتحت اب کے اور سہولت پیدا کر دی ہے۔ یعنی ریٹرن ٹکٹ لینے پر آمد و رفت کے کرایہ میں بہت بچت رہیگی اس سے بھی پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اور گذشتہ سال سے بہت زیادہ اصحاب کو تشریف لانا چاہیئے؛

ہر انسان جانتا ہے۔ کہ ہر دن جو اس پر گذرتا ہے۔ اس کی عمر عزیز کم کرتا ہے۔ اور یہ بھی صاف بات ہے۔ کہ خیر و برکت اور فوز و فلاح حاصل کرنے کی خاص گھڑیاں روز میسر نہیں آ سکتیں پھر کتنا خوش قسمت اور نیک بخت ہے وہ انسان جس کی حیات مستعار میں خیر و برکت کے خاص ایام پھر آئیں۔ اور اس کے لئے ان سے مستفیض ہونے کا موقعہ بہم پہونچائیں۔ اگر کوئی شخص اپنی سستی اور کوتاہی کی وجہ سے یا کسی تکلیف اور بے آرامی کے خیال سے یا کسی معمولی عذر کی بناء پر ان سے فائدہ نہیں اٹھاتا۔ تو اپنے ہاتھوں

ایسا موقعہ ضائع کر دیتا ہے۔ کہ اپنا سب کچھ قربان کر کے بھی اگر چاہے۔ کہ اسے پھر وہ میسر آجائے۔ تو قطعاً نہیں آئے گا۔ ایسا گراں قدر موقعہ ہاتھ سے جانے دینا نہایت ہی افسوسناک اور ہمیشہ کے لئے حسرت چھوڑ جانے والا ہے ؛۔

پس ہر ایک احمدی کو جس تک یہ آواز پہونچے۔ نہ صرف خود ہر اس روکاوٹ کو دُور کر کے جس کا دُور کرنا اس کی انتہائی طاقت میں ہو۔ سالانہ جلسہ پہ آنا چاہیئے۔ بلکہ دوسروں کو بھی ساتھ لانا چاہیئے۔ دوسروں میں اس کے خویش و اقارب کے علاوہ وہ لوگ بھی شامل ہیں۔ جو اس سے کسی نہ کسی رنگ میں تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن ابھی تک جماعت میں شامل ہونے کی سعادت سے محروم ہیں۔ ہر شخص کا خود اس مبارک اجتماع میں شامل ہونا بھی بہت بڑی نیکی اور عظیم الشان ثواب کا موجب ہے۔ لیکن جو شخص دوسروں کو لانے کا بھی ذریعہ بنتا ہے۔ وہ دوہرے اجر کا مستحق ہوتا ہے۔ اور ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ زیادہ سے زیادہ اجر حاصل کر سکے۔ خدا تعالےٰ ہمارے تمام بھائیوں کو اس کی توفیق عطا فرمائے ؛۔

کل دنیا کی آبادی

لیگ آف نیشنز (بین الاقوامی انجمن) کے شائع کردہ اعداد و شمار کے مطابق سنہ ۱۹۲۶ء میں کل دنیا کی آبادی ایک ارب ۹۵ کروڑ نفوس پر مشتمل ہے جس میں سے امریکہ کو شامل کر کے کل یورپ کی آبادی ۷۵½ کروڑ ہے۔ اور آسٹریلیشیا کی آبادی ایک ارب ۱۹½ کروڑ ہے۔ لیکن حیرت کا مقام ہے۔ کہ ۷۵½ کروڑ کی آبادی اپنے سے اس قدر وسیع دنیا پر اپنے اقتدار کا سکہ قائم کئے ہوئے ہے۔ برطانیہ کی کل آبادی چھ کروڑ اور ہندوستان کی ۳۲ کروڑ ہے۔ لیکن ہندوستان کے ۳۲ کروڑ انسان برطانیہ کے رحم پر جی رہے ہیں۔ یہ خدا کی دین ہے۔ جسے حکمرانی کے قابل سمجھتا ہے۔ اسے عطا کر دیتا ہے۔ ایک زمانہ تھا۔ کہ مسلمان اس سے بھی کم تعداد میں ہوتے ہوئے دنیا کے ایک کثیر حصہ پر حکمران تھے اور اہل یورپ انکے سامنے دم مارنے کی جرأت نہ کرسکتے تھے۔ لیکن اب کروڑوں ہوتے ہوئے محکومی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ تلک الایام نداولہا بین الناس ؛۔

ہندوؤں کی تعداد بڑھانے کیلئے کوششیں

ہندوستان میں ہندوؤں کی آبادی مسلمانوں سے بقدر تین گنا زیادہ ہے۔ صرف ایک دو صوبے ایسے ہیں۔ جن میں مسلمانوں کو برائے نام اکثریت حاصل ہے۔ اس کثرت کے علاوہ ہندو تعلیم اور دولت و ثروت میں ہر طرح مسلمانوں سے بڑھے ہوئے ہیں۔ لیکن اس پر بھی ان کے ارادے مسلمانوں کے لئے قابل عبرت ہیں۔ پنجاب میں مسلمانوں کی برائے نام اکثریت پر پیچ و تاب کھاتے ہوئے ہندو اخبار گورو گھنٹال (۱۴ دسمبر) لکھتا ہے :۔

"ہم چاہتے ہیں۔ کہ تعداد کے میدان میں بھی مسلمانوں کا مقابلہ کیا جائے اور جس طرح لیاقت۔ قابلیت۔ دولتمندی اور نیکی کے میدان میں انہیں شکست دی ہے۔ اسی طرح مذہبی تعداد کے میدان میں بھی انہیں کان پکڑ کر نکال دیں .... اور اپنی تعداد کو کم کرنے والی تمام کرتوتوں کو چھوڑ کر آبادی بڑھانے والے مسائل پر کاربند ہو جائیں۔ جن میں اچھوت ادھار اور شدھی دو سب سے بڑے مسائل ہیں"؛۔

اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ موجودہ سیاسیات میں ہر قوم کی اہمیت اس کی تعداد پر منحصر ہے۔ اور مسلمان اگر اس نکتہ کو سمجھ کر اس طرف قدم اٹھائینگے۔ تو دنیاوی فوائد سے متمتع ہونے کے علاوہ وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے عائد کردہ ایک اہم فرض بھی ادا کر سکیں گے۔ جو اشاعت اسلام کا ہے۔ اور اس طرح دُنیوی کامرانی کے ساتھ وُہ آخرت میں بھی سُرخرو ہو سکیں گے ؛۔

شاردا ایکٹ کا ایک تباہ کن پہلو

کسی قوم کی ذہنیت اس کے رسوم و رواجات اور تمدن تہذیب کو جس پر وُہ ہزارہا سال سے عمل پیرا ہو۔ قانون یا طاقت کے ذریعہ یکدم تبدیل کرنے کی کوشش کرنا ہمیشہ خطرناک ثابت ہُوا ہے۔ اقوام کے اندر ایسی اہم تبدیلیاں کرنے کا حکیمانہ اور عاقلانہ طریقہ یہی مانا گیا ہے۔ کہ آہستہ آہستہ ان کے اندر تعلیم کی روشنی پھیلا کر ان کے دل و دماغ کو اس قدر روشن کیا جائے۔ کہ وُہ اپنے تمدن میں سے غیر معقول باتوں کو خود بخود دور کرنے کے لئے تیار ہو جائیں ؛۔

شاردا ایکٹ کے متعلق قدامت پسند ہندو مسلمانوں کا متفقہ فیصلہ ہے۔ کہ اس سے ان کے مذہب میں مداخلت ہوتی ہے۔ اگر اس نظریہ کو غلط بھی تصور کیا جائے۔ تو بھی تمدن میں مداخلت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اب اس قدر کثیر آبادی کے تمدن کو جس پر وُہ ہزارہا سال سے عمل کر رہی ہے۔ یک لخت تبدیل کرنے کی کوشش کرنا اور خصوصاً اس صورت میں کہ وُہ اس تبدیلی کو خلاف مذہب سمجھتی ہو۔ خطرات سے خالی نہیں۔ اور وُہ خطرات رونما ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ چنانچہ ہندو جو بچپن کی شادی اپنے دھرم کے لحاظ سے فرض سمجھتے ہیں۔ شاردا ایکٹ کے نفاذ سے قبل ہی بڑی سرگرمی کے ساتھ تمام لڑکے لڑکیوں کی شادیاں کر دینے میں مصروف ہیں۔ تازہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ اس وقت تک ہزاروں بچوں کی شادیاں مختلف مقامات پر ہو چکی ہیں۔ صرف ایک شہر سُورت میں ہی ایسی دو ہزار شادیاں ہو چکی ہیں! اور صرف احمد آباد میں سات ہزار بچوں کی شادیاں قرار پا چکی ہیں۔

ہندوستان میں شادی کی رسوم پہلے ہی تباہ کن ہیں۔ لیکن ایک قلیل عرصہ میں شادیاں رچانے کا یہ نتیجہ نکل رہا ہے۔ کہ لوگ ساہوکاروں اور سرمایہ داروں سے سُودی قرضہ لے رہے ہیں۔ اور جیسا کہ ہندو مسلم راہنماؤں نے سول نافرمانی کا اعلان کیا ہے۔ جو لوگ اس پر عمل کرینگے ان کا کثیر حصہ بھی قرض لینے پر مجبور ہو گا۔ ادھر بقول معاصر وطن ۸ دسمبر ساہوکاروں نے بھی اس موقعہ کو دیکھ کر شرح سُود میں بہت کچھ اضافہ کر دیا ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ ملک کا مفلس طبقہ اور بھی مقروض اور زیر بار ہو جائے گا۔ اور ملک کی اقتصادی حالت اور بھی گر جائیگی۔ پس گورنمنٹ اگر اور کسی وجہ سے نہیں۔ تو غریب ہندوستان کی مالی تباہی کے خیال سے ہی اسے جاری نہ کرے۔ اور لوگوں کو اس قسم کی اصلاحات خود کرنے کے لئے تیار کرے ؛۔

مسلمان غور کریں

اخبار گورو گھنٹال (۱۲۔ دسمبر) لکھتا ہے :۔

"لاہور میں جتنے بڑے بڑے بنک ہیں۔ وُہ سرکاری اور یورپین بنکوں کو چھوڑ کر سب ہندوؤں کے ہیں۔ ایک چھوٹی سی مسلم بنک کو چھوڑ کر تمام بنک ہندو قوم کی دولت مندی اور بہتر اقتصادی حالت کے مظہر ہیں۔ پنجاب کے دارالخلافہ لاہور میں گورنمنٹ اور مشن کالج کو چھوڑ کر باقی جس قدر بڑے بڑے کالج ہیں۔ وُہ سوائے اسلامیہ کالج کے سب ہندوؤں کے ہیں۔ اگر لاہور کے کارخانوں اور بڑی بڑی دوکانوں کی طرف دھیان کیا جائے۔ تو وہاں بھی آپ کو زیادہ تر ہندو ہی نظر آئیں گے"!۔

لکھا ہے۔ حضرت اسماعیل علیہ الرحمۃ سے کسی نے کہا۔ ایک سکھ تیراکی میں اس قدر مشاق ہے۔ کہ کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ آپ نے پوچھا۔ کیا کوئی مسلمان بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ جواب نفی میں ملا۔ تو آپ نے اسے اپنی اسلامی غیرت کے لئے ایک چیلنج سمجھا۔ اور تیرنے میں اس قدر مشق بہم پہونچائی۔ کہ تیراکی کے مقابلہ کا عام اعلان کر دیا۔ اگر آج بھی مسلمانوں میں کوئی شمہ غیرت و حمیت باقی ہے۔ تو انہیں گورو گھنٹال کے ان طنزیہ اور ہتک آمیز الفاظ کی عملی تردید کرنی چاہئے۔ اور غفلت و سستی ترک کر کے ہر میدان میں اپنی ہمسایہ اقوام کے برابر جگہ حاصل کرنی چاہیئے۔ یہ کوئی مشکل امر نہیں مسلمان ان بزرگوں کی اولاد ہیں۔ جنہوں نے ایک قلیل تعداد میں ہوتے ہوئے دنیا کی کایا پلٹ دی تھی۔ بڑی بڑی سلطنتوں کو زیر و زبر کر دیا تھا وُہ ان پڑھ تھے۔ لیکن انہوں نے اپنے سینوں کو نُورِ ایمان سے منور کرنیکے بعد علم و فضل میں اتنا کمال پیدا کیا۔ کہ یورپ اتنی ترقی کے باوجود ابھی تک ان کی گرد کو بھی نہیں پہونچ سکا۔ وُہ نہایت غریب تھے۔ حتیٰ کہ موجودہ مسلمان ان سے کہیں زیادہ متمول ہیں لیکن انہوں نے تعلیم اسلام کو مشعل راہ بنا کر اس قدر عروج اور قبول حاصل کیا۔ کہ بڑے بڑے شاہنشاہ جن اموال کو تخت نشینی کے وقت زیب و زینت اور اظہار غرور کے لئے ہاتھ میں رکھتے تھے ان کے وضو کرنے کے استعمال میں آئے۔ ان بوریہ نشینوں کی میدانِ جنگ میں فراست آج بھی یورپ کے بڑے بڑے جرنیلوں کے لئے راہنمائی کا موجب ہے غرضیکہ کوئی ایسا شعبۂ زندگی نہیں جس میں انہوں نے تمام دنیا کو پیچھے نہ چھوڑ دیا ہو۔ لیکن آہ آج وُہ لوگ جنکی تمام دولتمندی اور اقتصادی بہتری ان نوازشات کے صدقہ میں ہے۔ جو مسلمان شاہنشاہوں کی طرف سے ان پر کی گئیں۔ وُہ مسلمانوں کو ایسے ہتک آمیز الفاظ میں طعنے دے رہے ہیں۔ لیکن اگر آج مسلمان اسلام کی

شاہراہ پہ صدق و استقلال سے گامزن ہو جائیں۔ تو ہر قوم کو اپنی شاگردی کے لئے

ہندو دھرم کی اصلاح کی طرف ایک اور قدم

یہ خبر قبل ازیں اخبارات میں آچکی ہے۔ کہ پنجابی ہندوؤں کی طرف سے انڈین سوشل کانفرنس کو کانگریس کے ایام میں انعقاد جلسہ کی دعوت دی جاچکی ہے۔ جس کے صدر مسٹر ہربلاس شاردا قرار پائے ہیں۔ اس کانفرنس کے ایجنڈا کے سلسلہ میں استقبالیہ کمیٹی کی طرف سے جو اعلانات کئے گئے ہیں۔ وہ "ملاپ" کے لئے بہت پریشان کن ثابت ہوئے ہیں۔ جیسا کہ اس کی حسب ذیل سطور سے ظاہر ہے۔

"پہلی بات جو ان حضرات نے مشتہر کی ہے۔ وہ کسی نام نہاد اور بے معنی نیشنل ڈنر کا اعلان ہے۔ اور دوسری بات جو انہوں نے ہندو تہذیب کی جڑوں پر تیشہ زنی کے لئے سب سے پہلی بحث کا موضوع بنائی ہے۔ وہ ہندو سماج میں طلاق کے قانون کے اجراء کی حمایت ہے"

(ملاپ ۱۱ دسمبر)

ہمارا خیال ہے۔ اب ہندو اس قدر سادہ لوح نہیں۔ کہ وہ ہزارہا قسم کی تمدنی پریشانیوں اور خانگی الجھنوں کی اصلاح کا خیال "ہندو تہذیب کی جڑوں پر تیشہ زنی" کے خوف سے ترک کر دیں۔ وہ اچھی طرح سمجھ چکے ہیں کہ ان جڑوں "پر تیشہ زنی" کئے بغیر وہ چین اور سکھ کی زندگی بسر نہیں کر سکتے۔ پس آج نہیں۔ تو کل۔ کل نہیں۔ تو پرسوں۔ وہ ضرور اس تیشہ زنی میں کامیاب ہو جائیں گے ؛

گاندھی جی اور گول میز کانفرنس

مسٹر براکوے ممبر پارلیمنٹ نے جناب گاندھی جی سے ایک تار کے ذریعہ خواہش کی تھی۔ کہ وائسرائے ہند نے اپنے اعلان میں جس گول میز کانفرنس کی دعوت دی ہے۔ اسے منظور کر لینا چاہئے۔ گاندھی جی نے اس کے جواب میں لکھا ہے۔

"بغیر کافی اور پختہ یقین کے میں گول میز کانفرنس میں قدم نہ رکھوں گا۔ اور یہ کہ میں پہلے تحریری تسلی کر لونگا۔ تب ہتھیار ڈالونگا۔"

(ملاپ ۱۱ دسمبر)

اگر گورنمنٹ برطانیہ سے "تحریری تسلی" کے بغیر گاندھی جی گول میز کانفرنس سے تعاون کرنے کے لئے تیار نہیں۔ تو ان مسلم رہنماؤں کی بات کس طرح معقول سمجھی جا سکتی ہے۔ جو ہندو لیڈروں سے تصفیہ حقوق کے بغیر اور "تحریری تسلی" سے قبل ہی مسلمانوں کو آنکھیں بند کر کے ہندو لیڈروں کے پیچھے چلنے کی تلقین کرتے ہیں۔ اگر گاندھی جی کو برسے قانون قائم شدہ حکومت پر "تحریری تسلی" کے بغیر اعتماد نہیں۔ تو مسلمانوں کو بھی ہندوؤں پر اعتماد نہیں ہو سکتا۔ خصوصاً اس صورت میں کہ وہ زبانی طور پر بھی کسی وعدہ کے لئے تیار نہیں۔ کیا جس طرح گاندھی جی گورنمنٹ سے "تحریری تسلی" کا مطالبہ کرنے میں اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتے ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کو ہندوؤں سے اسی قسم کے مطالبہ میں حق بجانب قرار دیکر اس بارے میں ان کی حمایت کریں گے۔ ویدہ باید۔

حکیم برہم صاحب ایڈیٹر "مشرق" فوت ہوئے تو اخبار "مشرق" کی تمام خوبیاں بھی ساتھ ہی لے گئے۔ اب اخبار شائع تو ہوتا ہے لیکن اس میں برہم صاحب کے عہد کی کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ ہمیں اس کے متعلق شکوہ کی ضرورت پیش نہ آتی۔ اگر متانت۔ سنجیدگی اور صائب الرائے ہونے کے متعلق "مشرق" کی جو شہرت ایک طویل عرصہ تک قائم رہی ہے۔ برباد نہ ہو رہی ہوتی۔ اور وہ بھی اس وقت جبکہ قاضی مقبول حسین صاحب مشہور جرنلسٹ اور نذیر ہاشمی صاحب غازی پوری پر مدیرانہ فرائض کی ذمہ داری عائد ہوتی ہو۔ حکیم برہم صاحب کی وفات کے ساتھ اس پر بھی صبر کیا جا سکتا تھا۔ لیکن ستم یہ ہے۔ کہ "بنت حکیم برہم" کی ملکیت میں شائع ہونے کا اعلان کرنے کے باوجود طبقہ نسواں کے اخلاق کی نہایت ہی افسوسناک نمائش کی جا رہی ہے۔

ہم کچھ عرصہ سے "مشرق" کے پہلے صفحہ پر کسی "برق آرا خاتون" المتخلص "کاظرہ" کے اشعار کی خاص اہتمام سے اشاعت دیکھ رہے ہیں۔ جن میں سوائے رکیک و سخیف جذبات کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ اس قسم کی شاعری مردوں کے لئے بھی سخت غیر موزوں اور تباہ کن ہے۔ لیکن اگر اس میں وہ طبقہ مبتلا ہو جس کی ساری قدر و قیمت عصمت و عفت اور شرم و حیا کے باعث ہے۔ اور اس بارے میں اس کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ تو اس سے نہایت ہی خطرناک نتائج پیدا ہوں گے۔ انہی ایام میں لکھنؤ کے ایک اخبار میں بھی ایک خاتون کے اسی قسم کے اشعار ہماری نظر سے گذرے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ وبا آہستہ آہستہ پھیل رہی ہے مسلمان اخبارات کو اس کے تباہ کن خطرات اور نقصانات کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ اور اپنے صفحات میں اس قسم کے اشعار جن میں وہ عفونت اور گندگی پائی جائے۔ جو اوباشانہ اخلاق کا جزو لاینفک ہے۔ اپنے صفحات میں قطعاً شائع نہیں کرنے چاہئیں۔

اخبار "تیج" ۹ دسمبر نے اپنے جنم داتا "سوامی شردھانند جی" کے متعلق غالباً پہلی دفعہ یہ راز منکشف کیا ہے۔ کہ وہ ایک عرصہ تک انہوں نے اپنا رسوئی بنانے والا ملازم بھی ایک مہتر کو رکھا ہوا تھا۔ علاوہ ازیں مہتروں کے گھروں پر جا کر ان کے ہاتھ کا بنا ہوا کھانا ان کی برادری کے بیچ میں بیٹھکر کھانے میں بھی وہ پس و پیش نہ کرتے تھے"

جبکہ "شردھانند جی" "مہتروں کے ہاتھ کا بنا ہوا بھوجن ان کی برادری میں بیٹھکر کھانے کے باوجود "سوامی" تھے۔ تو امید ہے۔ انہیں سوامی ماننے والے بھی مہتروں کے ساتھ کم از کم خوشی سے کھا سکتے ہونگے اگر ان کے گھروں پر جا کر "ان کی برادری کے بیچ میں بیٹھکر نہیں۔

تو جب کوئی مہتر یا مہترانی ان کے گھر تشریف لا کر اپنے روزمرہ کے فرض منصبی سے فارغ ہوتی ہوگی۔ اس وقت اس سے "رسوئی" بنوا لی جاتی ہوگی۔ اور پھر اس کے ساتھ بیٹھکر اس کے ہاتھ کا بنا ہوا کھانا "مزے لے لے کر کھایا جاتا ہوگا۔ اور جو مہاشے مہتروں سے زیادہ پریم رکھتے ہونگے۔ انہوں نے تو مستقل طور پر رسوئی بنانے کے لئے مہتر ملازم رکھے ہونگے۔

ہم اسے کسی بری نظر سے نہیں دیکھتے۔ بلکہ قابل تعریف قرار دیتے ہیں۔ لیکن صرف اتنا پوچھنا چاہتے ہیں۔ جب مسلمانوں کے ہاتھ کا بنایا ہوا کھانے کا سوال پیش ہوتا ہے۔ اس وقت آریہ کیوں بدکتے ہیں۔ حتیٰ کہ اپنے ہاتھ کا بنایا ہوا کھانا ان کے ساتھ بیٹھکر کھانا بھی انہیں گوارا نہیں ؛

اخبار "ملاپ" (۱۳ دسمبر) نے سوشل کانفرنس کے اس ڈنر کا ذکر کرتے ہوئے جو کانفرنس کے ایام میں دیا جائیگا۔ اور جس میں ہر مذہب و ملت کے لوگوں کو شامل ہونے کی دعوت دی جائیگی "کلچگی ڈھونگ" قرار دیتے ہوئے صاف الفاظ میں لکھ دیا ہے۔

"ایک آریہ سماجی اپنے سماج اور سوسائٹی کے مسلمہ اصولوں کے مطابق ایک ایسے ڈنر میں شامل نہیں ہو سکتا جہاں سے ایسے مسلمانوں اور عیسائیوں کے ساتھ بیٹھکر کھانے کے لئے مجبور کیا جائے جنہوں نے باقاعدہ طور پر شدھی کی رسوم کو ادا نہیں کیا"

جو آریہ مہتروں کے ہاتھ کا بنا ہوا کھانا کھا سکتے ہوں۔ جو مہتروں کے گھروں میں جا کر ان کی "برادری کے بیچ میں" بیٹھکر ان کے ساتھ مل کر کھا سکتے ہیں۔ ان کا مسلمانوں اور عیسائیوں کے ساتھ بیٹھکر کھانا کھانے سے انکار کرنے کا سوائے اس کے کیا مطلب ہے۔ کہ وہ مسلمانوں اور عیسائیوں کو مہتروں سے بدتر سمجھتے ہیں۔ ہمیں اس بارے میں آریوں سے کوئی گلہ نہیں۔ مگر اگر ہے۔ تو اپنوں سے۔ مسلمان جبکہ خود مہتروں سے بھی ذلیل حالت میں رہنا گوارا کریں۔ اور اسی میں پھولے نہ سمائیں۔ تو آریوں اور ہندوؤں کو کیا ضرورت ہے۔ کہ انہیں انسان سمجھیں۔ اور ان سے انسانیت کا سلوک کریں۔

ہر ایک قوم اپنی عزت اور توقیر خود پیدا کرتی ہے۔ مسلمان بھی اگر چاہتے ہیں۔ کہ ہندو ان سے مہتروں سے بھی بدتر سلوک نہ کریں۔ بلکہ اپنے جیسا انسان سمجھیں۔ تو انہیں اپنی انسانیت کا خود اعتراف کرانا چاہئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

اپنی کسی حالت کو انتہائی نہ سمجھو

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

فرمودہ ۱۳ دسمبر ۱۹۲۵ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-
اللہ تعالےٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ اپنی

صفات کا ظہور

ان کے مورد کی استعداد کے مطابق کیا کرتا ہے یعنی جن کے لئے وہ صفات ظاہر ہو رہی ہوں - ان کے قویٰ انکی قابلیت انکی طبیعت اور انکی فطرت کے مطابق انہیں ظاہر کرتا ہے کیونکہ اسکا نام رب ہے- اور رب اسے کہتے ہیں جو تدریجی طور پر معاملہ کرتا ہے - اگر معاملہ تدریجی نہ ہو - اور حکیم کی صفت جو صفت ربوبیت کے ماتحت ہے- ظاہر نہ ہو- تو دنیا بالکل تباہ و برباد ہو جائے - اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا ہے- کہ جسقدر صفات الٰہیہ ہیں- وہ ساری کی ساری ان چار صفات کے ماتحت اور انہی کے دائرہ کے اندر ہیں جو سورہ فاتحہ میں بیان ہوئی ہیں - اسی لئے میں نے خدا کی صفت حکمت کے متعلق یہ بات بیان کی ہے- کہ یہ ربوبیت کی صفت کے ماتحت ہے- بہت دفعہ وہ لوگ جنکو خدا تعالیٰ نے

فہم قرآن کا خاص ملکہ

عطا نہیں فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس بات کو پڑھکر حیران ہوتے ہیں کہ ساری صفات چار کے ماتحت کیونکر ہو سکتی ہیں لیکن حقیقت یہی ہے - ربوبیت تدریج کیطرف اشارہ کرتی ہے اور ربوبیت بھی تدریج پر دلالت کرتی ہے - گو یہ ایک پہلو کے متعلق ہے

حکمت کیا ہے

یہی کہ اقتضائے وقت اور مناسب حالات کے ماتحت بات کیجائے - اور تدریج بھی یہی ہے - کہ بات مناسب موقعہ ہو- بہرحال

اللہ تعالیٰ حکیم ہے

اور وہ اپنے بندوں سے اسی رنگ میں معاملہ کرتا ہے جس کی بندوں کو برداشت کی طاقت یا سمجھنے کی قابلیت ہو- اور اتنا ہی سلوک کرتا ہے-

جسے سنبھالنے کی قوت انکے اندر موجود ہو - اور مقتضائے وقت کے لئے بھی یہ ساری باتیں ضروری ہیں - مثلاً یہ کہ سزا اتنی دیجائے جتنی قابل برداشت ہو - اور وہ غرض پوری ہو- جسکے لئے سزا دی جاتی ہے - اور اگر انعام دیا جائے - تو اس طرز پر دیا جائے- کہ جسے انعام مل رہا ہے - اسے سنبھال سکے - اور تدریجی طور پر دیا جائے - تا اس سے فوائد حاصل کر سکے - اور پھر معاملہ کرے تو ایسا کہ جو قابلیت کے مطابق ہو - ایسا نہ ہو- کہ جس سے کیا جائے - اس میں فائدہ اٹھانے کی قابلیت ہی نہ ہو - یہ باتیں ہر حالت کے لئے ضروری ہیں - سزا کو لے لو - اگر اس میں تدریج نہ ہو- تو وہ غرض وغایت ہی مفقود ہو جاتی ہے - جو سزا دینے کی ہوتی ہے - اور سزا سزا نہیں رہتی - مثلاً اگر دنیا میں ایک ہی سزا ہو - جو انتہائی ہو- تو دنیا کو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا-

انتہائی سزا

فنا ہی ہے - اگر یہی ہو - اور اسکی درمیانی حالتیں نہ ہوں نزلہ. زکام بخار، شدید دردیں - یا اور اندرونی بیماریاں نہ ہوں - اور انسان یکدم مر جائے - تو اس سزا کا کوئی فائدہ نہیں - نہ تو ایسی سزا کو لوگ سزا سمجھکر عبرت حاصل کر سکتے ہیں - اور نہ ہی سزا کا وہ خوف ہو سکتا ہے - جو اب ہے - بہت سی چیزوں کا ڈر ہی انسان کی اصلاح کر دیتا ہے لیکن اگر وہ واقعہ میں آجائیں - تو پھر انسان کچھ نہیں کر سکتا مثلاً موت ہے جب یہ آجائے - تو انسان مر جاتا ہے اور موت اپنی ذات میں کوئی خاص تکلیف یا شدت بھی نہیں رکھتی - لیکن

موت کا ڈر

انسان سے بہت کچھ کرا لیتا ہے - پس موت سے اتنا فائدہ نہیں ہوتا جتنا اسکے خوف سے ہو سکتا ہے - انسان پر اگر تھوڑا سا عذاب آئے - تو وہ سمجھتا ہے معلوم نہیں آگے کیا ہو - اسلئے وہ اپنی اصلاح

کی فکر کرتا ہے - اسی طرح اسے جب ایک معمولی بیماری لگ جاتی ہے - تو وہ فوراً اس سے اگلی سے ڈرنے لگ جاتا ہے - مثلاً اگر نزلہ ہو - تو ڈرتا ہے - کہیں بخار نہ ہو جائے - اور اگر بخار ہو جائے - تو انفلوانزا کے خوف سے کانپنے لگتا ہے - اور اگر انفلوانزا ہو جائے - تو نمونیہ سے خوف کھانے لگ جاتا ہے - اور علاج کی طرف متوجہ ہوتا ہے - پس یہ بات انسان کی عادت میں داخل ہے - کہ جو تکلیف اسے پہنچے - اس سے اگلی کا اس کے دل میں ڈر پیدا ہو جاتا ہے - اور اسی ڈر کی وجہ سے وہ پرہیز بھی کرتا ہے - علاج کی بھی کوشش کرتا ہے - لیکن اگر ایسا ہو - کہ موت ہی آجائے - اور صحت اور موت کی درمیانی حالت کوئی نہ ہو - تو پھر کوئی انسان پرہیز نہ کریگا - وہ سمجھیگا جو ہونا ہے - وہ تو ہو چکا - اب میں بچ نہیں سکتا - پھر پرہیز کس لئے کروں - تو خدا تعالےٰ نے

عذاب میں بھی تدریج

رکھی ہے - تا انسان اگلے عذاب کے خوف سے پرہیز کرنا شروع کر دے - اسی طرح اگر جہنم ہی سزا ہوتی - اس سے کم درجہ کی کوئی سزا نہ ہوتی - تو انسان اپنی اصلاح کبھی نہ کر سکتا - غرض عذابوں کی مختلف اقسام کی حکمت یہی ہے - یہی حال انعامات کا ہے - اگر سارے انعام انتہائی درجہ کے ہی ہوتے - اور اکٹھے ہی مل جاتے -

تدریجی انعام

نہ ہوتے - تو انسان ان سے فائدہ نہ حاصل کر سکتا - اگر بچہ پیدا ہوتے ہی عالم ہوتا - تو وہ علم میں تدریجی ترقی اور پیہم کامیابیوں کی مسرتوں سے محروم رہتا - یا اگر انسان بوڑھا ہی پیدا ہوتا - تو وہ جوانی کی لذتوں اور امنگوں سے جو اسکے دل میں موجزن ہوتی ہیں - اور جنکی وجہ سے وہ سمجھتا ہے - کہ ساری دنیا میرے قبضہ اور تصرف میں ہے ان سے محروم رہ جاتا - اور اگر اسکی ہمیشہ جوانی کی ہی حالت رہتی - تو

بڑھاپے کی عاقلانہ اور حکیمانہ زندگی

کی لذتوں سے محروم رہتا - پھر کئی نعمتیں ایسی ہیں - جن سے بچپن میں اور کئی ایسی ہیں کہ ان سے جوانی میں - اور اسی طرح کئی ایسی ہیں - کہ ان سے بڑھاپے میں مزا ملتا ہے - لیکن اگر ہمیشہ ایک ہی حالت رہتی - تو انسان ان

تمام نعمتوں سے محروم

رہتا - اور اس طرح وہ لذات جو آہستہ آہستہ حاصل ہوتی - اور جو کرید کرید کر ایک چیز نکالنے میں ملتی ہے - اسکا مزا جاتا رہتا - گرمی کے دنوں میں بچے عموماً ایسا کرتے ہیں - اور جب ہم بچے تھے - تو ہم بھی ایسا ہی کرتے تھے - گو اسوقت ہم انہیں دیکھکر تعجب کرتے ہیں - اسی طرح ہمارے بزرگ ہمیں دیکھکر متعجب ہوتے ہونگے - بچے خربوزوں کے بیج نکالتے ہیں - اور پھر ایک ایک کر کے انہیں کھاتے ہیں لیکن اگر سارے بیج نکال کر انکے سامنے رکھدئے جائیں - تو ان کا سارا مزا جاتا رہیگا - اسی طرح چلغوزے اور اخروٹ ہیں - ان کا مزا چھلکوں کے اندر سے آہستہ آہستہ نکال کر کھانے سے ہی ہے - روٹی کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اسے چبانے میں ہی

لطف آتا ہے۔ اگر ایک ہی دفعہ روٹی انسان کے حلق سے اتار دی جائے۔ تو اسکا کوئی مزا اسے نہ آئیگا۔ اگر اسطرح کیا جائے۔ کہ دو چار۔ پانچ دس بیس جتنی بھی روٹیاں ایک انسان کی غذا ہو انہیں ایک دم اسکے پیٹ میں ڈال دیا جائے۔ تو اسے اس سے کوئی لطف حاصل نہ ہوگا۔ روٹی کا مزا اسے چبا چبا کر کھانے سے ہی ہے۔ اکٹھی کھانے سے کوئی مزا نہیں مل سکتا۔ تو

آہستہ آہستہ نعمتوں کا ملنا

بذات خود ایک نعمت ہے۔ روٹی ایک نعمت ہے۔ لیکن اسے بار بار کھانا اور لقمہ لقمہ کرکے کھانا بجائے خود ایک نعمت ہے۔ اسی طرح اگر ایک شخص کو کروڑ دو لاکھ من غلہ یکدم مل جائے۔ تو بیشک اسے بڑی خوشی ہوگی۔ لیکن یہ خوشی اس زمیندار کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھیگی۔ جسے ہر سال کافی مقدار میں غلہ مل جاتا ہے۔ کیونکہ جو مزا پہلے کو ایک بار ملا۔ زمیندار کو بار بار اور ہر سال ملیگا۔ اسی طرح اگر کسی سے پوچھو۔ کہ تمہارے لئے یہ بہتر ہے۔ کہ تمہیں تمہارے دوست کے پاس دس پندرہ روز کے لئے متواتر دن رات رہنے دیا جائے۔ یا ہر روز دس پندرہ منٹ کیلئے اس سے ملاقات کرائی جائے۔ تو وہ یہی پسند کریگا۔ کہ اسے روز کچھ وقت کے لئے یہ مزا ملتا رہے۔ بجائے اسکے کہ ایک ہی دفعہ اکٹھا مل جائے۔ اور پھر ہمیشہ کیلئے بند ہو جائے تو نعمت کا

تدریجاً اور بار بار ملنا

اپنی ذات میں ایک نعمت ہے۔ طالب علم جب مدرسے میں ایک ایک لفظ پڑھتا اور ایک ایک سبق یاد کرتا ہے۔ تو اس سے جو سرور اسے حاصل ہوتا ہے۔ وہ اکٹھے علم حاصل کر لینے سے نہ ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ

روحانی نعمتیں

بھی اکٹھی نہیں ملتیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی تمام روحانی علوم ایک دن میں حاصل نہیں ہو گئے تھے۔ بلکہ یہ نعمت آپکو شروع بعثت سے لیکر وفات تک برابر ملتی رہی۔ تو خدا تعالےٰ کے

فیوض اور عرفان

کا لطف بھی تدریجاً اور بار بار ملنے میں ہی آتا ہے۔ اگر سارا قرآن کریم رسول کریم پر ایک ہی دن نازل ہو جاتا۔ تو باقی زندگی خدا تعالےٰ کے ساتھ ہم کلام ہونے کے شرف سے خالی رہتی۔ پس آپکو چیز تو وہی ملی جو اکٹھی بھی مل سکتی تھی۔ لیکن درجہ بدرجہ ملی جس سے ہر روز ایک نیا لطف حاصل ہوتا تھا۔ اسی طرح قابلیت کی حالت ہے۔ کوئی دانا شخص بچہ کی جھولی میں اتنی چیز نہیں ڈالیگا جسے بچہ سنبھال نہ سکے۔ اگر ایک شخص کو کپڑ دل کے سو یا دو سو جوڑے اکٹھے ہی بنوا دئے جائیں تو یہ اس کے لئے ایک مصیبت ہو جائیگی کہ انہیں سنبھالتا رہے۔ اور اس سے اسے کبھی وہ مزا نہیں آئیگا جو ہر سال نئے بنانے میں آسکتا ہے۔ پھر اکٹھی چیز سے انسان بسا اوقات فائدہ بھی نہیں اٹھا سکتا۔ اگر کسی کو

دس من آٹے کی روٹیاں

ایک ہی دن پکا کر دیدی جائیں۔ تو وہ ضائع ہی جائینگی۔ اسی طرح اگر خدا تعالےٰ

سارے سال کی بارش

ایک ہی دن اتار دے۔ تو لوگ تباہ ہو جائیں۔ اور اگر وہ کوئی ایسا قانون قدرت بنا دے۔ کہ تباہ نہ بھی ہوں۔ تو بھی اسکا کوئی لطف نہ رہیگا۔ کیونکہ

بارش کا نزول

بھی اپنے اندر ایک لطف رکھتا ہے جس سے تر و تازگی اور نئی روح پیدا ہوتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے جب بوندیں پڑنی شروع ہوں۔ تو بچے خوشی سے اچھلنے کودنے اور گیت گانے لگتے ہیں۔ اور خود ہی الفاظ ملا کر شعر بھی بنا لیتے ہیں۔ گویا اچھے خاصے شاعر بن جاتے ہیں۔ غرض بارش کے برسنے کی حالت بھی اپنے اندر ایک خاص لطف رکھتی ہے۔ تو اکٹھی نعمتوں کا ملنا کوئی فائدہ نہیں رکھتا۔ فائدہ

تدریج اور تواتر

سے ہی ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی نعمت اکٹھی مل جائے۔ تو وہ قابلیت کے مطابق نہیں ہوگی۔ بچہ کو اگر فلسفہ کے علوم پڑھانے کی کوشش کیجائے۔ تو اسے اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ فائدہ اسی سے ہوتا ہے۔ جو آہستہ آہستہ راسخ اور جذب ہو۔ اگر ایک شخص کے سر پر ایک ہی دن تیل کی ایک بوتل انڈیل دی جائے۔ یا اسے دو سیر گھی یکدم کھلا دیا جائے۔ تو اسے کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ لیکن ہر روز اسکی طبیعت کے مطابق اسے تھوڑا تھوڑا کھلانے سے مفید ثابت ہوگا۔ میری غرض اس تمہید سے یہ ہے۔ کہ انسان ہر وقت یہ سمجھے کہ اسکی

موجودہ حالت انتہائی نہیں

بلکہ ایک کڑی ہے لمبی زنجیر کی۔ اگر یہ حالت عذاب کی ہے۔ تو بھی ایک کڑی ہے جسکے بعد دوسری کڑی آئیگی۔ پھر تیسری اور چوتھی حتیٰ کہ اس کیلئے پیچھے ہٹنا مشکل ہو جائیگا۔ اگر گناہ کی حالت ہے۔ تو بھی ایک کڑی ہے۔ اگر علم۔ عرفان۔ یا زندگی ہے۔ تو یہ بھی ایک لمبے سلسلہ کی کڑی ہے۔ پس انسان کو کبھی بھی

موجودہ حالت کے متعلق مطمئن

نہیں ہونا چاہیئے خواہ وہ حالت انعام کی ہو۔ یا سزا کی۔ ہر حالت میں ایک تسلسل ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں جب کئی قسم کے عذاب آئے۔ تو بعض نادان کہتے۔ یہ معمولی بات ہے دنیا میں ایسا ہوتا ہی رہتا ہے۔ مگر وہ یہ نہ سوچتے تھے۔ کہ یہ ایک

لمبے سلسلہ کی کڑیاں

ہیں۔ جس کے بعد اور آئینگے۔ پھر اور آئینگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب معمولی عذابوں سے لوگوں نے اصلاح نہ کی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انکار کیا۔ تو نتیجہ یہ ہوا۔ کہ آپ کے دعوےٰ کے وقت مسلمانوں کی جو حالت تھی۔ اب اس سے بہت زیادہ گر چکی ہے۔ کئی حکومتیں اسوقت آزاد تھیں مگر اب وہ ماتحت ہیں۔ اسوقت انکے قدم مضبوط تھے۔ مگر اب کمزور ہیں۔ انہوں نے یہ نہ خیال کیا کہ ہر چیز تدریجاً آتی ہے۔ اور یہ نہ سوچا کہ

ابھی عذاب کے کتنے درجے باقی ہیں۔ اور یہ بھی کیا معلوم ہے۔ کہ موجودہ حالت انتہائی ہے۔ اور اسکے بعد اور درجہ نہیں۔ جس طرح خدا تعالیٰ خود غیر محدود ہے۔ اسی طرح اسکی

ہر شئے غیر محدود

ہے۔ بہت سے نادان کہدیا کرتے ہیں۔ ہم نے جتنے دکھ دیکھے ہیں ان سے زیادہ دکھ دنیا میں اور کیا ہونگے۔ وہ سمجھتے ہیں۔ دکھوں کے متعلق جتنا علم انکا ہے۔ اتنا ہی خدا تعالےٰ کا بھی ہے۔

انسان کی یہ بھی ایک غلطی ہے۔ کہ وہ اپنے دکھ کو بڑا اور دوسرے کے دکھ کو چھوٹا سمجھتا ہے۔ حالانکہ وہ جس دکھ میں مبتلا ہوتا ہے۔ اسکا عادی ہو جانے کی وجہ سے اسکی شدت کم محسوس کرتا ہے۔ اگر دوسرے کا دکھ جو اسے کم معلوم ہوتا ہے۔ اسے دیدیا جائے۔ تو اسے بہت زیادہ تکلیف محسوس ہو۔ ہمارے ملک کے ایک ادیب نے

ایک قصہ

میں اسکا نقشہ اسطرح کھینچا ہے۔ کہ حشر کا میدان ہے۔ سب لوگ اکٹھے ہیں۔ اور انہیں اجازت دی گئی ہے۔ کہ اپنے دکھوں میں سے جو چاہو پھینکدو۔ اور اسکے بدلہ میں جو چاہو لے لو۔ کسی کی ٹانگ میں درد تھا۔ تو اس نے سمجھا سر درد والا چل پھر تو سکتا ہے۔ میری طرح بستر پر تو نہیں پڑا رہتا۔ مجھے ٹانگ کی تکلیف کی بجائے سر درد لے لینا چاہیئے۔ جس کے سر میں درد تھا۔ اس نے سوچا۔ ٹانگ درد والا آرام سے لیٹ تو سکتا ہے۔ اس کے دماغ کو تو کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ اسلئے مجھے سر درد پھینک کر ٹانگ درد لے لینا چاہیئے۔ غرضیکہ ہر ایک نے اپنے دکھ کو اس سے جسے وہ کم سمجھتا تھا۔ بدل لیا۔ مگر پہلے عذابوں کے چونکہ وہ عادی ہو چکے تھے۔ اسلئے بہت کم محسوس کرتے تھے۔ لیکن نیا عذاب بدلنے کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ہر ایک کو تکلیف زیادہ محسوس ہونے لگی اور چیخ و پکار سے ایک

کہرام مچ گیا

ڈاکٹروں کا بھی یہی خیال ہے۔ کہ Chronic بیماریوں کی تکلیف کم ہوتی ہے۔ اور Acute کی بہت زیادہ۔ کیونکہ Chronic کے مقابلہ کا جسم عادی ہو چکا ہوتا ہے۔

اگر انسان یہ خیال کرے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے پاس اس سے بڑھکر کوئی عذاب نہیں جس میں میں گرفتار ہوں۔ تو بھی اسے اتنا تو سمجھنا چاہیئے۔ کہ کم از کم خدا اسکے دکھ کو دوسرے دکھ سے تبدیل تو کر سکتا ہے۔ اور اس تبدیلی سے بھی تکلیف بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ حالانکہ یہ خیال غلط ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے پاس نئے عذاب نہیں۔ ہمیشہ دنیا میں نئے نئے عذاب آتے رہے۔ اور نئی نئی بیماریاں بھی نکلتی رہتی ہیں۔ یہی حال انعامات کا ہے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ اسے جو انعام ملا۔ وہ انتہائی ہے۔ اور اب اسکی حالت میں کسی تبدیلی کا امکان نہیں۔ ممکن ہے۔ وہ اس سے نیچے ہی گر جائے۔ اسلئے انسان کو کبھی موجودہ حالت پر مطمئن نہیں ہونا چاہیئے۔

انعام ہو یا سزا

اس کے متعلق یہ خیال کرنا کہ انتہائی ہے۔ نادانی ہے۔ کیونکہ اسے کم یا زیادہ کر دینا بھی خدا تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ اور اگر وہ انتہائی بھی ہو۔ تب بھی وہ کم تو ضرور ہو سکتا ہے۔ غرض ہر چیز خدا تعالےٰ سے تدریجاً آتی ہے۔ تا اسے

دوسروں کیلئے عبرت

کا موجب بنائے۔ لیکن انسان کو یہ کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ دوسرے کے لئے عبرت کا موجب ہونے کی بجائے وہ ان کے لئے تعلیم کا موجب بنے۔ اللہ تعالےٰ نے ہر بندہ کو کسی نہ کسی پہلو سے دوسرے کا استاد بنایا ہے۔ کوئی اپنے عمل سے اس فرض کو ادا کر دیتا ہے۔ اور کوئی دکھ اور مصائب کیوجہ سے اس قابل ہو جاتا ہے۔ کہ دوسرے اس سے عبرت پکڑیں۔ اور سبق حاصل کریں۔ گویا کوئی زبان سے وعظ سنا کر دوسروں کا استاد بن جاتا ہے۔ اور کوئی اپنی خوفناک حالت سے دوسروں کی عبرت کا باعث بنتا ہے۔ اور یہ بات خدا تعالےٰ نے بندہ کے اختیار میں رکھی ہے۔ کہ چاہے اپنی زبان سے استادی کا فرض ادا کرے۔ اور چاہے تو عذاب میں پڑ کر اپنی حالت سے ہوشیار آدمی کا یہ کام ہے کہ

زبان سے استاد

بننے کی کوشش کرے۔ کیونکہ بہر حال اسے استاد اور شاگرد دونوں ہی بننا تو پڑے گا۔ اگر خود نہیں بنیگا۔ تو اللہ تعالےٰ جبرًا بنائیگا اور اسکی یہ حالت ہو جائیگی۔ کہ دوسرے اس سے عبرت حاصل کرینگے۔ یہ

خدا تعالیٰ کا اٹل قانون

ہے۔ پس مومن کو چاہیئے۔ ایسا معلم بننے کی کوشش کرے جو خدا تعالےٰ کے نزدیک پسندیدہ ہو۔ اور اسکے اپنے لئے بھی سکھ کا موجب ہو۔ میں اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ ہم لوگوں کو توفیق دے۔ کہ اس کے انعامات کے مورد ہو کر دنیا کے معلم بنیں۔ نہ کہ سزا کے مورد ہو کر عبرت کا باعث۔ آمین۔

ازالہ اوہام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی معرکتہ الآرا تصنیف ازالہ اوہام دو حصہ سالہا سال سے نایاب تھی۔ جسے بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان نے اب پھر شائع کیا ہے۔ اور قیمت بھی اتنی کم رکھی ہے۔ کہ احباب سہولت سے خرید کر غیروں میں بھی تقسیم کر سکتے ہیں۔ یہ حقائق و معارف سے لبریز کتاب بڑے سائز کے چار سو صفحات پر مشتمل ہے جو دو قسم کے کاغذ پر شائع ہوئی ہے۔ قسم اعلیٰ کی قیمت عہ ہے۔ اور متوسط درجہ کے کاغذ کی صرف ایک روپیہ جو پہلی قیمت سے بہت کم ہے۔ ہمیں امید ہے۔ کہ احباب جماعت اس بیش بہا تصنیف کو نہ صرف اپنے لئے خریدینگے۔ بلکہ اسکی ارزانی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کئی کئی نسخے خرید کر اپنے غیر احمدی دوستوں میں بھی تقسیم کرینگے تاکہ وہ بھی اس آسمانی مائدہ سے لذت اندوز ہوں۔ جلسہ سالانہ پر تشریف لانے والے احباب کو خصوصیت سے اس رعایت سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ تاکہ محصولڈاک وغیرہ کا خرچ بھی بچ رہے۔ ملنے کا پتہ یہ ہے:-

بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان۔

جلسہ سالانہ ۱۹۲۹ء میں شامل ہونیوالوں کیلئے چند ہدایات

جلسہ سالانہ ۱۹۲۹ء بالکل نزدیک آگیا ہے۔ میرا یہ مضمون انشاء اللہ روانگی سے پیشتر احباب مطالعہ کر لیں گے۔ اور میں امید کرتا ہوں آنے والے احباب اور انجمنہائے احمدیہ کے عہدیدار اسے بغور مطالعہ فرمائینگے۔

(۱) پندرہ دسمبر ۱۹۲۹ء سے ریلوے والوں نے مسافروں کے اسباب کے متعلق بہت آسانیاں پیدا کر دی ہیں۔ اس لئے آنیوالے احباب اپنے ہمراہ کافی سامان لاسکتے ہیں۔ مذکورہ بالا تاریخ سے تھرڈ کلاس کا مسافر ۲۵ سیر۔ اور انٹر کلاس کا تیس سیر۔ اور سیکنڈ کلاس کا ایک من سامان علاوہ بستر وغیرہ کے رکھ سکے گا۔

(۲) جیسا کہ پہلے اعلان ہو چکا ہے۔ اس دفعہ ویک اینڈ کی رعایت کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے جلسہ کی تاریخیں ۲۷ تا ۲۹ دسمبر مقرر فرمائی ہیں۔ پس احباب اس رعایت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے اپنے سٹیشنوں سے ۲۵ اور ۲۶ کی درمیانی شب کے بارہ بجے کے بعد روانہ ہوں۔ تاکہ انکو ویکنڈ کا واپسی ٹکٹ مل سکے۔ وہ ٹکٹ لیتے وقت یہ بالتصریح کہدیں۔ کہ ویکنڈ کا واپسی ٹکٹ دیا جائے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ ٹکٹ دینے والا صرف کرسمس واپسی کا ٹکٹ دیدے۔

(۳) ٹکٹ لیتے وقت قادیان کا نام قادیان مغلاں لیں۔ اور واپسی ٹکٹ کا مطالبہ کریں۔ اگر کہیں واپسی کے ٹکٹ سے انکار ہو۔ یا یہ کہا جائے۔ کہ امرتسر یا بٹالہ کا ٹکٹ لیلو۔ تو اصرار کیا جائے۔ کہ نہیں ہمیں قادیان مغلاں کا ٹکٹ درکار ہے۔ خواہ بنا کر دیا جائے۔ ورنہ سٹیشن ماسٹر کے پاس شکایت کیجائے۔ اگر وہ بھی نہ سنے۔ تو قادیان پہنچکر ناظر صاحب امور عامہ کو اطلاع دیجائے۔ وہ خط و کتابت سے آئندہ کے لئے ایسی شکایات کا سدباب فرمادیں گے۔

(۴) حسب دستور سابق اس دفعہ بھی مہمانوں کے ٹھہرانے کا انتظام اندرون شہر و بیرون شہر دونوں جگہ کیا گیا ہے۔ اندرون شہر کے ناظم مولوی سرور شاہ صاحب اور بیرون قصبہ کے ناظم میاں عبداللہ خانصاحب ہیں۔ باقی سب عہدیدار ہر جگہ کے ان کے ماتحت ہونگے۔ اسلئے دوران جلسہ میں اگر کسی انتظام کے متعلق کوئی بات کہنی ہو۔ تو براہ راست ہر دو ناظموں سے کہی جاسکتی ہے۔ اس دفعہ جماعتوں کو گذشتہ سال کے مطابق ہی ٹھہرایا گیا ہے یعنی باہر ٹھہرنے والی جماعتیں اسدفعہ بھی باہر ہی ہونگی۔

(۵) ضروری ہے۔ کہ ہر جماعت کا ایک ایک نمائندہ ایام جلسہ میں اپنے آرام و آسائش کے لئے جماعت کیطرف سے منتخب کر کے ہمیں اطلاع دے۔ تاکہ ہمارے کارکن اس نمائندہ کے حسب منشاء مہمانوں کی آسائش کا انتظام کر سکیں۔ گو ہمیشہ لکھا گیا ہے۔ مگر اکثر جماعتیں ہمیں اپنے نمائندہ سے اطلاع نہیں دیتیں۔ اسلئے انکو شکایت کا موقعہ ملتا ہے۔ امید ہے کہ میرے اس مضمون کو پڑھتے ہی ہر جماعت کے امیر یا سیکرٹری صاحب مجھے ایک کارڈ کے ذریعہ اطلاع دینگے۔ کہ ہماری جماعت کا فلاں نمائندہ ہوگا۔ تاکہ میں ہر دو ناظموں کو اطلاع دیدوں۔ اور وہ اس شخص کو بازو پر باندھنے کیلئے ایک نشان دیدیں۔ اور اپنے کارکنوں کو ہدایت کر دیں۔ کہ انکی جماعت کے متعلق اس شخص کی ہدایت کے مطابق کام کریں۔

(۶) ایسے احباب جنکو امرتسر یا بٹالہ پر ناشتہ کی ضرورت محسوس ہو۔ اگر بجائے وہاں کے قادیان کے سٹیشن پر ناشتہ کریں۔ تو بہتر ہے۔ قادیان کے سٹیشن پر میاں علی احمد صاحب ٹھیکیدار نے دوکان کھولی ہے۔ احباب کو آرام ملیگا۔ اور ایک احمدی بھائی کی امداد ہوگی۔

(۷) قادیان کے سٹیشن پر ہمارے والنٹیئر انشاء اللہ موجود ہونگے۔ وہ مہمانوں کے قیامگاہ کا پتہ بتادیں گے۔ اور دوسری تمام امداد جو والنٹیئرز دے سکتے ہیں۔ دیں گے۔

(۸) علاوہ والنٹیئرز کے ایک خاص وردی میں بہت سے قلی بھی موجود ہونگے۔ جن کے بازو پر اسباب اٹھوانے کے ریٹ لکھے ہونگے۔ احباب ان کے مطابق قلیوں سے کام لیں۔

(۹) قادیان میں الگ رہائش کیلئے مکان ملنے بہت مشکل ہو گئے ہیں اسلئے حتی الوسع مرد مردوں میں اور عورتیں عورتوں میں ٹھہریں۔ لیکن جن احباب نے الگ مکان کے لئے لکھا ہے۔ ان کو انشاء اللہ ۲۲ دسمبر کو اطلاعی کارڈ بھیجے جائینگے۔ کہ انکے لئے مکان مہیا ہو گیا۔ یا نہیں۔

(۱۰) گذشتہ سال علاوہ دیسی خالص گھی کے بطور تجربہ ولایتی گھی بھی استعمال کیا گیا تھا۔ مگر اس دفعہ تمام احباب کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے۔ کہ کلیۃً خالص دیسی گھی استعمال ہوگا۔ یہ اسلئے لکھا جاتا ہے۔ کہ بعض دوست خالص دیسی گھی کھا کر بھی افواہ سنکر اسپر ولایتی گھی کا فتوےٰ لگا دیتے ہیں۔

(۱۱) لنگر خانہ کے عام کھانے کے علاوہ کھانے کی بعض دوکانیں اپنے طور پر لوگوں نے کھولی ہوئی ہیں۔ جن میں ہر قسم کا کھانا مل سکیگا۔ جو دوست کوئی خاص کھانا پکوانا چاہیں۔ وہ آرڈر دیکر بھی پکوا سکتے ہیں۔

(۱۲) جو دوست کسی غیر احمدی یا غیر مسلم کو اپنے ہمراہ لائیں۔ وہ انہیں اپنے ہمراہ ٹھہرائیں۔ اور ان کی آسائش کا خود خیال رکھیں۔ اتنے بڑے مجمع میں ہمارے کارکنوں کا غیر احمدی یا غیر مسلموں کا براہ راست خیال رکھنا ناممکن ہے۔ اس لئے تمام احباب خود ان کا خیال رکھیں۔ ہاں جو آرام یا کھانے کی خصوصیات وہ چاہیں۔ ہمارے کارکنوں کو کہکر کروا سکتے ہیں۔

(۱۳) قادیان میں خوب سردی پڑتی ہے۔ اس لئے بستر کا کافی انتظام ہونا چاہیئے۔ ناظر ضیافت صدر انجمن احمدیہ

تقرر امیر

ڈسٹرکٹ انجمن احمدیہ گوڑگانوہ کے لئے منشی عزیز اللہ صاحب کو....

کامل خدا تعالیٰ ہمیشہ نبیوں پر ظاہر ہوتا رہے گا

نصوص قرآنیہ و حدیثیہ اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماتحت جماعت احمدیہ کا یہ اعتقاد ہے۔ کہ بعد نزول قرآن تشریعی نبوت بند ہے۔ مگر قرآن مجید کی پابندی کرانے کے لئے اتباع نبوی میں غیر تشریعی نبی ہو سکتے ہیں۔ مگر پیغامی گروہ اس حقیقت ثابتہ کو مضحکہ انگیز بنانے کے لئے نت نئے روپ بدلتا رہتا ہے۔ جہلم کے ایک شخص نے نامعلوم کس حالت میں نبوت کا دعوےٰ کیا۔ کہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے جھٹ ایک طویل مضمون بعنوان "ہزاروں نبی آئینگے" سپرد قلم کر دیا۔ گویا بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا۔ آپ نے اس مضمون میں جو سوقیانہ طرز اختیار کیا ہے۔ مجھے اس سے کچھ تعرض نہیں۔ آپ کا اصل اعتراض آپ کے ہی الفاظ میں یوں ہے:۔

"ایک بے علم آدمی مذہبی جوش میں وارفتہ ہو کر اسی عقیدہ کی رو میں بہ گیا۔ جو بدقسمتی سے میاں صاحب نے ایجاد کیا تھا۔ اگر اس کا عقیدہ یہ ہوتا۔ کہ محمد رسول اللہ صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا تو وہ نبوت کا دعوےٰ ہرگز نہ کرتا" (پیغام صلح ۱۱ - نومبر ۱۹۲۹ء)

گویا بقول ڈاکٹر صاحب اس عقیدہ (امکان نبوت غیر تشریعی) کے موجد حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ ہیں۔ نیز شخص مذکور کی گمراہی کا باعث یہی عقیدہ ہوا ہے۔ ورنہ وہ ہرگز دعوےٰ نبوت نہ کرتا۔

صادق انبیاء کے بعد سُنت الہٰی

یہ ایک عجیب اتفاق ہے۔ کہ جن انبیاء کا تاریخی وجود پایا جاتا ہے وہاں ہمیں یہ بھی سنت اللہ نظر آتی ہے۔ کہ ہر سچے نبی کے بعد کچھ جھوٹے مدعی بھی ضرور پیدا ہوئے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد بھی جھوٹے نبی ہوئے۔ بلکہ آپ نے خود ان کے متعلق پیشگوئی کی تھی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی مسیلمہ، اسود عنسی، سجاح وغیرہ مدعی نبوت بن گئے تھے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اگر یہ صورت نظر آئے۔ تو قابل اعتراض کیوں؟ ہم "پیغام صلح" اور اس کے بڑے بھائی "اہلحدیث" امرتسری کو جس نے "پیغام" کا اعتراض نقل کیا ہے۔ (اہلحدیث ۲۲ - نومبر) بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ یہ بات کوئی نئی نہیں۔ ہمیشہ سے صادق انبیاء کے بعد ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔ اور بالعموم ایسے لوگ پہلے نبی کی امت میں سے ہی ہوتے رہے ہیں۔ پس آج کسی کا دعوےٰ نبوت نہ حضرت مسیح موعود کی نبوت میں قادح ہے۔ اور نہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ باب نبوت کو مسدود ماننا ضروری ہے۔ کیونکہ خدا کی مکمل شریعت میں ایسے مدعیوں کے صدق و کذب کے پرکھنے کیلئے ثبت بزبست معیار مقرر ہیں

امکان نبوت غیر تشریعی کی ایجاد

قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی طویل بحث کی اس جگہ گنجائش نہیں اہل پیغام کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اس عقیدہ کے موجد حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ ہیں۔ جبکہ حضورؑ نے فرمایا:۔

(الف) "اے قادر اور کامل خدا جو ہمیشہ نبیوں پر ظاہر ہوتا رہا ہے اور ظاہر ہوتا رہے گا۔ یہ فیصلہ جلد کر" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۰۰)

(ب) "خدا انہیں یہ تاکید کرتا ہے۔ کہ پنجوقت یہ دعا کرو۔ کہ وہ نعمتیں جو نبیوں اور رسولوں کے پاس ہیں۔ وہ ہمیں بھی ملیں۔ پس تم بغیر نبیوں اور رسولوں کے ذریعے کے وہ نعمتیں کیونکر پا سکتے ہو۔ لہذا ضرور ہوا۔ کہ تمہیں یقین اور محبت کے مرتبہ پر پہونچانے کے لئے خدا کے انبیاء وقتاً بعد وقتٍ آتے رہیں۔ جن سے تم وہ نعمتیں پاؤ۔ اب کیا تم خدا تعالےٰ کا مقابلہ کرو گے۔ اور اس کے قدیم قانون کو توڑ دو گے" (لیکچر سیالکوٹ ص۳۲)

(ج) "شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا۔ اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے۔ مگر وہی جو پہلے امتی ہو" (تجلیات الٰہیہ ص۲۵)

بس اگر یہ "ایجاد" جرم ہے۔ تو پہلے نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر فتوےٰ لگانا چاہیئے۔ کیونکہ جماعت احمدیہ اور ان کا مقدس امام آج بھی وہی کہتا ہے۔ جو حضرت مسیح موعودؑ نے تحریر فرمایا ہے۔ ہاں آپ لوگوں نے اپنی ایڑیوں کے بل لوٹنے میں ہی اپنی نجات خیال کی۔ ھذا ظنکم الذی اردٰکم۔

جھوٹے مدعیان نبوت

باقی رہا یہ ارشاد کہ اگر اس "مذہبی وارفتہ" کا وہ عقیدہ نہ ہوتا جو حضرت خلیفۃ المسیح نے بزعم ڈاکٹر صاحب ایجاد کیا ہے۔ تو وہ ہرگز نبوت کا دعوےٰ نہ کرتا۔ یہ یقیناً غلط ہے۔ اول تو "وارفتہ" ہونا ہی ان کے خیال کی تردید کر رہا ہے۔ تاہم میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ کیا جب تک حضرت خلیفۃ المسیحؑ نے یہ عقیدہ "ایجاد" نہ فرمایا تھا۔ کوئی مدعی نبوت کاذبہ نہ ہوا تھا؟ اگر یہ درست ہے۔ کہ آپ کے اظہار عقیدہ سے پیشتر کوئی کاذب نہیں گذرا۔ تو ہمیں آپ کی بات کو وزن دار ماننا پڑے گا۔ لیکن اگر یہ سراسر غلط اور جھوٹ ہے۔ تو پھر آپ ہی فرمائیے آپ کی ان مزخرفات کو کون قبول کرے گا۔ اندریں صورت ماننا پڑیگا۔ کہ دراصل نبوت کاذبہ کا محرک یہ عقیدہ نہیں۔ بلکہ کوئی اور چیز خلل لایح۔ شرارت اور وارفتگی ہے۔ کیونکہ اگر یہ عقیدہ ہوتا۔ تو جب تک بقول ڈاکٹر صاحب یہ عقیدہ ایجاد نہ ہوا تھا۔ اس وقت تک کوئی مدعی نہ ہونا چاہیئے تھا۔ حالانکہ تیرہ سو برس میں برابر ایسے مدعی ہوتے رہے ہیں۔ بالخصوص آنحضرت صلعم کے زمانہ کے معاً بعد۔

اگر ہم اس مرحلہ پر ڈاکٹر صاحب سے اتفاق بھی کر لیں۔ تب بھی خلاصی نہیں۔ کیونکہ دنیا میں لوگ نہ صرف مدعی نبوت ہوتے ہیں بلکہ کئی جھوٹے لوگ صرف مہدویت کے مدعی تھے۔ اور ہیں۔ اور وہ جوش مذہبی میں وارفتہ ہو جاتے ہیں۔ تو کیا ہم ڈاکٹر صاحب سے سودا طور پر بہ تغیر الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں:۔ کہ

"اگر ان کا عقیدہ یہ ہوتا۔ کہ محمد رسول اللہ صلعم کے بعد کوئی مہدی نہیں ہو سکتا۔ تو وہ مہدویت کا دعوےٰ ہرگز نہ کرتے"

اگر ڈاکٹر صاحب اسے بھی برداشت کر لیں۔ تو پھر بھی خلاصی نہیں۔ کیونکہ دنیا میں لوگ جھوٹے طور پر ایمان دار اور متقی بن جاتے ہیں۔ اور لوگوں کے مغالطہ کا ذریعہ بنتے ہیں۔ جیسا کہ منافقین ہوتے ہیں۔ اور ان میں سے عملی منافقین مذہبی جوش سے وارفتہ ہو کر ایمانداری کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ تو کیا یہ مناسب نہ ہو گا۔ کہ کہہ دیا جائے۔

"اگر ان کا عقیدہ یہ ہوتا۔ کہ محمد رسول اللہ صلعم کے بعد کوئی مومن اور متقی نہیں ہو سکتا۔ تو وہ ایمان کا دعوےٰ ہرگز نہ کرتے"

پس ڈاکٹر صاحب کا بیان محض ایک سفسطہ اور بے حقیقت نظریہ ہے وبس۔

جھوٹے کا وجود سچے کی دلیل صداقت

چونکہ وارفتگی بھی جنون ہی کی قسم ہے۔ اس لئے ہم اس کے متعلق تو مزید بحث نہیں کرنا چاہتے۔ کیونکہ حالت وارفتگی میں جس طرح انا الحق کہنا اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں۔ اسی طرح اس شخص کے دعوے کو سمجھنا چاہیئے۔ لیکن ہم وضاحت سے بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ جھوٹے مدعیوں کے کھڑا ہونے سے سچے مدعی کو شکست نہیں۔ بلکہ تقویت پہونچتی ہے۔ کیونکہ ؎

تا نباشد در مقابل روئے مکروہ و سیاہ۔ کس چہ داند حسن جمال شاہد گلفام را

ایڈیٹر صاحب اخبار "البدر" نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں خوب لکھا تھا۔

"اس قسم کے کاذب مہدی اور مسیحوں کا پیدا ہونا دراصل ہمارے امام پاک صادق مہدی اور مسیح کی صداقت پر دلیل ہے۔ تاکہ خدا دکھلا دے۔ کہ دیکھو صادق تو کامیاب اور برومند ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے دشمنوں کی ناکامی اپنے سامنے دیکھتا ہے۔ اور کاذب انہیں لوگوں کے سامنے حقیر ہوتا ہے۔ جن کے سامنے وہ دعوےٰ کرتا ہے"

(۲۷ - فروری ۱۹۰۸ء)

ہمارا بھی اس وقت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اور مولوی ثناء اللہ صاحب کو یہی جواب ہے۔ کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ ببول کو انگور نہیں لگا کرتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بالمقابل جس قدر بھی مدعی ہیں۔ ان میں سے تم ایک ایک کو دیکھو گے کہ کس طرح ذلت اور نامرادی سے مرتا ہے۔ کیا ہنوز اتنے لمبے عرصہ سے ان کے دعاوی کے باوجود ان کی طرف سے اس قدر بے التفاتی عقلمندوں کے لئے دلیل نہیں؟

فتربصوا انی معکم من المتربصین

خاکسار

اللہ دتا جالندھری۔ مولوی فاضل قادیان

مستورات کا حق نمائندگی مجلس شوریٰ

فاضل پارٹی کے دلائل

کو معزز ججوں نے تسلیم کرتے ہوئے "حق نمائندگی" مجلس مشاورت کا مستورات کو حقدار نہیں سمجھا۔ (یہ صرف مقابلہ کے مضامین کے متعلق فیصلہ تھا۔ نہ کہ اصل مسئلہ مجلس مشاورت میں عورتوں کے حق نمائندگی کا فیصلہ۔ ایڈیٹر) اب اس امر پر بحث شاید فضول ہو گی۔ کیونکہ ہمیشہ سے ہی مرد عورت کے جائز حقوق غصب کرنے کے عادی۔ اور عورت صبر و تسلیم کی خوگر ہے۔ اب دونوں کی یہ عادتیں طبیعت بن چکی ہیں۔ ان حالات میں ممکن نہیں۔ کہ عورت جائز "حق نمائندگی" پر بزور مصر ہو کے یا مرد تعرف بیجا سے اپنا بازو جھکالیں۔ دونوں ہی اس امید سے باہر تو ہیں۔ لیکن ایک

گذارش عدل کے دربار میں

گذارنے کی جرأت ضرور کروں گی۔ وہ یہ کہ کیا سنت نبوی کی پیروی من وعن صرف عورتوں کے لئے مخصوص ہے؟۔ کیا عورتوں سے متعلقہ امور میں سنت کی تشریح نہیں ہو سکتی۔ اور کیا جب مردوں کا سوال ہو تو تشریح سنت نہایت ضروری ہونی چاہئے۔ ہرگز نہیں۔ تو کیا سبب اس مخالفت کا۔ اور کیا وجہ اس مضمون سے متفق ہونے کی؟ کیا اس لئے کہ "کند ہم جنس باہم جنس پرواز"

اگرچہ پذیرائی کی توقع ناممکن اور شنوائی کی امید محال ہے

تاہم

چند اعتراضوں کے جواب

مختصراً عرض کرتی ہوں۔

(اول) بعثت اول یا ثانی یا عہد خلفاء میں عورت کی عدم نمائندگی۔ سو معلوم رہے۔ کہ اس عہد میں آپ کا فرقہ کب طرز موجودہ میں منتخب ہوتا تھا؟

(دوم) "انفرادی" آراء دستور العمل یا اصول نہیں بن سکتیں جیسے حضرت ام سلمہؓ کا مشورہ۔ اس کے متعلق تو صرف اتنا ہی عرض کروں گی۔ کہ کیا یہ سچ ہے؟ اور صداقت پر مبنی؟ کیا واقعی آج تک انفرادی واقعات کو اصول نہیں بنایا گیا؟

(سوم) عورت کی دماغی حالت ایسی نہیں۔ کہ اس سے ایسے امور میں مشورہ لیا جائے۔ یا ممبر بنایا جائے۔

کیا اس بارہ میں میں پوچھ سکتی ہوں۔ کہ مرد پیدائشی عالی دماغ اور صائب رائے ہوا کرتے ہیں؟ یا موقع ملنے پر تجربوں کے بعد۔

(چہارم) باحیا عورت "غیر محرموں" کے سامنے بیان نہ دے سکے گی۔ اس کا مطلب میری سمجھ میں تو نہیں آیا۔ بہتر ہوتا کہ پہلے مجلس مشاورت کی نوعیت کی تشریح کر دی جاتی۔ اور پھر یہ سوال پیش کیا جاتا۔ جبکہ مجلس مشاورت کے سپیکر شائع نہ کر دیئے جائیں۔ بیانداز لگانا مشکل ہے۔ کہ عورت کی حیا گفتگو میں مانع ہو گی یا نہیں۔

(پنجم) "اختلاط النساء بالرجال" اس سے مراد کیا ہے؟ کیا کسی نے پردہ اڑانے کی رائے ظاہر کی؟ اگر بر عایت پردہ شمولیت "اختلاط" ہے۔ تو بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے جائز قرار دیا۔ بلکہ عمل کیا۔ پھر اعتراض کیا۔ اور ناپسندیدہ کے کیا معنے؟ اور پھر اس "اختلاط" کے مرد خود بھی اس وقت تک مرتکب رہے۔ اور ہیں۔

(ششم) مخالفین اور مؤیدین کی بیویوں کی ناقابلیت اور قابلیت۔ نیز اطاعت شوہر کا دائرہ۔ سو واضح ہو۔ کہ پہلا خیال حرف بحرف صحیح نہیں ہو سکتا۔ اور نہ یہ قاعدہ کلیہ ہے۔ اور نہ نمائندگی کے لئے سنوں میں سے سنوں ہی عورتیں انتخاب ہو نگی۔ نمائندہ صرف چند مستورات ہوں گی۔ جو بآسانی مؤید پارٹی میں سے فرض مل سکتی ہیں۔ دوسرے ایک مسئلہ کا حل اور پھر عمل قابل معقول ہونے کے بعد ہی ہوتا ہے۔ پس مخالف پارٹی کو پہلے قائل کر لیا ہو گا۔ اگر قائل ہو گئے۔ تو پھر اپنی عورتوں کی شمولیت کیوں ناپسند کرینگے۔ اگر یہ خیال ویقین ہو۔ کہ مخالف پارٹی ہزار دلائل سے بھی قائل نہ ہو گی۔ اور تاقیامت اپنی ضد پر اڑی رہیگی۔ غصب حقوق مستورات میں وہ اتنی دلیر ہو گی۔ کہ کبھی سر تسلیم نہ جھکائیگی تو اس صورت میں کوئی ان کی "قابل" عورتوں کی شمولیت پر مصر نہ ہو گا نہ ہی ان کی عورتیں اپنی عادت وفطرت کے ماتحت اپنے اس اطاعتی دائرہ سے زبردستی باہر ہوں گی (اگرچہ یہ امر دائرہ اطاعت میں نہیں ہے) پس مردوں کو اس خطرہ سے بکلی مطمئن رہنا چاہئے۔

(ہفتم) سوال عدم نمائندگی کے فائدہ یا نقصان پر ہے میں نہیں سمجھی۔ کہ ایسا سوال کیوں کیا گیا۔ جبکہ ایک طرف "کامل العقل" ہونے کا بھی دعویٰ ہے۔ اپنے اس دعویٰ کی روشنی میں خود ہی کیوں نہ یہ سوال حل کر لیا۔ کہ یہ ایک جائز حق ہے اور بس۔ دراصل

اپنے منصب فضیلت

کے غلط اندازہ کی وجہ سے یہ دلائل دیئے گئے ہیں۔ ورنہ نہ تو مستورات کے دماغ اس قدر ناقابل ہیں۔ اور نہ قرآن کریم کا منشاء اس کی کمزوری سے یہ ہے۔ تربیت۔ ٹریننگ۔ اور مواقع ہر کسی کو فائق بنا سکتے ہیں۔ اور ان ہی کے میسر نہ آنے سے مرد ہو یا عورت "قابل" ہو سکتی ہے۔ یہ دلائل حق تلفی اور

سراسر خود غرضی پر مبنی

ہیں۔ ایسی حالات یا دلائل سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ عورت سرے سے ان حقوق کی مالک ہی نہیں۔ مردوں کو چاہئے۔ مستورات کو نمائندگی کا حق اور موقع عطا کر کے ان کی دماغی قابلیت کا امتحان کریں۔ برخلاف اس کے اس تصرف نوازی سے ہمیں آئندہ ایک اور

خطرہ نظر آتا ہے

شارداایکٹ کے متعلق مسلمانوں کے اندر ہیجان زیادہ تر اس لئے پیدا ہے۔ کہ نہ صرف یہ ایک حق تصرف بیجا میں آیا۔ بلکہ آئندہ کے لئے ہر ایک امر کی پامالی کا دروازہ کھل گیا۔ آج یہی اندیشہ حق نمائندگی کے تلف ہونے پر ہمیں محسوس ہوتا ہے۔ کہ اس پر اگر ہم صبر کر لیں۔ تو کل کہیں یہ فتویٰ نہ دیدیا جائے۔ کہ آنحضرت صلعم۔ خلفاء کرام۔ نیز حضرت مسیح موعودؑ کے عہد سعادت عہد تک۔ تو درس مستورات طرز موجودہ میں نہ تھا۔ (کیونکہ یہ تو خلیفہ اول کے عہد میں جاری ہوا) بلکہ مستورات "انفرادی" طور پر علم قرآن حاصل کر لیا کرتی تھیں۔ پس اب بھی اسی طرح ہونا چاہئے۔ یا مدرسہ خواتین کی مثال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہیں ملتی۔ پھر اب یہ "خلاف سنت" کیوں جاری ہوا یا اب تک باقاعدہ درس مستورات یا مدرسہ خواتین قائم نہ کرنے سے اگر کوئی "نقصان" نہیں ہوا۔ تو اب کونسا "فائدہ" ہے

ہمیں ڈر ہی نہیں۔ یقین ہے۔ کہ آج ان دلائل نے جو قبولیت حق نمائندگی کے خلاف پائی ہے۔ ضرور کل یہی استدلال شدومد سے ہمارے دیگر شعبوں میں دست تصرف بڑھائیگا۔

اور ہم!! جو پہلے ہی بے حد پسماندہ ہیں۔ اس نفاذ کے بعد کہیں کی نہ رہیں گی:

الطاف وکرم کی امیدوار عاجزہ امۃ الحفیظ (پریمیا)

احمدی شاعروں کی خدمت میں التجا

عزیزہ امۃ العزیز بنت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اور بعض چھوٹے صاحبزادگان کی آمین کرانے کا جلسہ سالانہ سے پہلے ارادہ ہے۔ میری آرزو ہے کہ آقائے نامدار حضرت اقدس مسیح موعود کے مفصلہ ذیل مصرعوں پر ہمارے لائق شاعر طبع آزمائی فرمائیں۔ اور "محمود کی آمین" کی طرز پر شعر کہیں۔ جو نظم عمدہ ہو گی۔ وہ قابل انعام بھی ہو گی پچیس ۲۵ تاریخ تک نظمیں خاکسار کے نام پہنچ جانی چاہئیں:

مصرعہ ہائے طرح:۔ (۱) سبحان من یرانی

(۲) فسبحان الذی اخزی الاعادی ⎫
(۳) فسبحان الذی اوفے الامانی ⎭ ہو گا

(ڈاکٹر) میر ام جنید۔ معرفت دفتر طبع واشاعت قادیان)

احمدیہ طبی کانفرنس

امسال بموقعہ جلسہ سالانہ کسی خاص وقت میں (جس کا اعلان ایام جلسہ میں ہو گا) اطباء۔ ڈاکٹروں کا اجلاس ہو کر ایک احمدیہ طبیہ کانفرنس کے قیام ؟؟ کے متعلق غور ہو گا۔ براہ مہربانی جملہ احباب اہل فن اجلاس میں شریک ہو کر مشکور ہونگا۔ جو حضرات جلسہ پر آنیوالے حکیم۔ ڈاکٹر صاحبان اپنے اسماء و پتہ سے آگاہ فرمائیں۔ اور جو دوست جلسہ کے موقعہ پر نہ آسکیں۔ وہ اپنی مفصل رائے سے مطلع

ایک نہایت اہم تجویز

حضرت خلیفۃ المسیح کے ملفوظات کیلئے دو مستقل رپورٹروں کی ضرورت

دنیاوی لیڈروں کے اقوال

تاریخ ہمیں بتاتی ہے۔ کہ دنیوی سلسلوں میں قوموں کے عروج کا سبب عام طور پر ان لوگوں کے اقوال ہوئے ہیں۔ جو کہ ان کی اصلاح کے لئے کھڑے ہوتے رہے۔ چونکہ یہ اقوال اکثر گہرے فکر اور صحیح خیالات کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ اس لئے اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ بسا اوقات دیکھا گیا ہے۔ کہ ایک شخص کے بروقت فیصلہ اور پر جوش قول نے مردہ دلوں میں روح ڈالدی۔ اور گرتی ہوئی قوم کو بچا لیا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آج کل یورپین اقوام اپنے رہنماؤں کے اقوال ہر طرح محفوظ کرنیکی کوشش کر رہی ہیں۔ تاکہ اپنی آئندہ پالیسی میں ان سے مدد لے سکیں چنانچہ جب کوئی لیڈر یا سٹیٹس مین گورنمنٹ آفس سے علیحدہ ہوتا ہے۔ اور آئندہ براہ راست اپنی رائے کا اظہار نہیں کر سکتا۔ تو اسے گورنمنٹ کی طرف سے ایک کثیر رقم پیش کی جاتی ہے۔ کہ وہ اپنے میموئرز لکھے۔ اور پھر ان کی قومی مائیت کے طور پر حفاظت اور قدر ہوتی ہے۔

روحانی لیڈروں کے اقوال

جب دنیاوی لیڈروں کے اقوال کو جو باوجود عمیق تدبر کا نتیجہ ہونے کے غلطی سے مبرا نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ محض عقل کی روشنی میں لکھے ہوتے ہیں۔ اس قدر اہمیت دی جاتی ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ روحانی رہنماؤں کے اقوال اس سے زیادہ توجہ کے محتاج نہ ہوں۔ جبکہ ان کا ہر ایک قول اور فعل درست اور خدا تعالےٰ کی تائید سے صادر ہوتا ہے۔ پھر دنیوی لیڈر تو مخصوص حلقہ میں لوگوں کی راہنمائی کرتے ہیں۔ لیکن روحانی رہنما اس وقت ظاہر ہوتے ہیں۔ جب دنیا کے ہر ایک حصہ میں فتور واقع ہو چکا ہوتا ہے۔ جس وقت اخلاقیات اور روحانیت کے تمام اصول کا صحیح فہم کلیۃً لوگوں کے دماغوں سے محو ہو جاتا ہے۔ اس وقت اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک شخص کھڑا ہوتا ہے۔ اور الہام کی روشنی میں ان کی رہنمائی کرتا ہے۔ اگر کوئی قوم اس کی آواز پر کان نہیں دھرتی۔ اور اس کے ارشادات سے پورا پورا فائدہ نہیں اٹھاتی۔ تو وہ ہرگز کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتی۔

موجودہ زمانہ کا روحانی لیڈر

اس زمانہ میں بھی ہم میں ایک ایسا ہی شخص (حضرت مسیح موعودؑ) آیا۔ جو ہمارے لئے خود تمام کامیابی کے گر منضبط تحریروں میں لا گیا۔ بایں ہمہ کوشش کی جاتی تھی۔ کہ جو کلمہ آپؑ کے منہ سے نکلے۔ اسے محفوظ کر لیا جائے۔ اس لحاظ سے الحکم اور بدر کی خدمات آئندہ نسلوں کے لئے موجب صد فخر و مباہات ہوں گی۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا دور

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اس وقت ہم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے دور میں ہیں جو بہت حد تک اپنی روحانی کیفیات میں حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ کے مشابہ۔ اور خاص طور پر حضور کی تعلیم کی اشاعت کا وقت ہے۔ خدا تعالےٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ اس نے محض اپنے فضل سے ہمیں ظاہری اور باطنی علوم سے پُر خلیفہ عطا فرمایا۔ جو اس پُر خطر زمانہ میں ہر طرح سے ہماری بہترین رہنمائی کر رہا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کا فہم۔ اس کی تشریح کا ملکہ اور دیگر ہر قسم کے علوم عالیہ کا ادراک جو اس وجود باجود کو عطا ہوا ہے۔ اس کا حال وہی جانتے ہیں۔ جنہیں آپ کی پاک صحبت میں رہنے اور آپ کے ارشادات سننے کا موقع ملا ہے۔ اور عنقریب دنیا جان لیگی۔ کہ ہر قسم کی ترقی خواہ وہ دینی ہو یا دنیوی۔ انفرادی ہو یا مجموعی۔ اسی پاکیزہ ہستی کے ساتھ تعلق قائم کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے

دو رپورٹروں کی ضرورت

جب ہمارا یہ ایمان ہے۔ کہ آپ کا ہر قول اور فعل اپنے ساتھ روح القدس کی تائید رکھتا ہے۔ تو پھر ہمارے لئے کسقدر ضروری ہے کہ آپکے تمام ارشادات مکمل طور پر محفوظ کر لیں۔ تا ہمارے لئے وہ اس تاریک و تار زمانہ میں مشعل راہ ہوں۔ لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ اس طرف پوری توجہ نہیں کی گئی۔ حالانکہ ذمہ دار اصحاب کا یہ پہلا فرض تھا کہ اس کام کے لئے کم از کم دو ٹرینڈ اور مستقل رپورٹر مقرر کرتے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے وقت چونکہ نہ تو یہ انتظام تھا۔ اور نہ ہی کام کی اتنی وسعت تھی۔ اس لئے حضور نے تصنیف کا کام خود ہی سر انجام فرمایا۔ لیکن اب جبکہ حالات وسیع ہو گئے ہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کو ذاتی طور پر تصنیف کے کام کے لئے بہت کم فرصت ملتی ہے۔ ہمارا یہ فرض ہے۔ کہ ہم اس کمی کو پورا کریں۔ اور وہ اسطرح کہ آپکے ملفوظات ڈائری کے طور پر جمع کئے جائیں۔ اور اخبار کے ذریعے دنیا تک پہنچائے جائیں۔ اگرچہ میرا یہ ایمان ہے۔ کہ آپکا کوئی بھی قول اور فعل ضائع نہیں جائیگا۔ بلکہ جریدہ عالم پر ثبت رہ کر لطیف لہروں (waves) کے ذریعے ہمیشہ سعید دلوں کو نیکی کی تحریک کرتا رہیگا۔ لیکن جہانتک ظاہری اسباب کا دخل ہے۔ ہمیں ضرور ان سے کماحقہٗ فائدہ اٹھانا چاہئے۔ پھر انسان کا یہ فطرتی تقاضا ہے کہ جس سے اسے محبت ہوتی ہے۔ اس کے ہر قول اور فعل سے ہر آن آگاہ ہونا چاہتا ہے۔ تاکہ اس کے لئے وہ سکینت کا موجب ہو۔ اس امر کا خاطر خواہ بندوبست اسی طرح ہو سکتا ہے۔ کہ آپکے لئے دو مستقل رپورٹروں کا بندوبست کر دیا جائے۔ جو ہمیشہ سفر و حضر میں آپکے ساتھ رہیں۔ اور آپ کی تقاریر خطبات اور گفتگوئیں مکمل طور پر قلم بند کریں۔

ملفوظات قلمبند کرنیکی ضرورت

اس بارہ میں ادارۂ الفضل کی اسوقت کی کاوشیں تاریخ احمدیت میں سنہری حروف سے لکھی جائینگی۔ جس نے باوجود اپنے کام کی کثرت کے حتی الوسع آپ کے رپورٹرز کے فرائض باحسن وجوہ سر انجام دیا۔ اور اسکی یہ خدمات ایسی ہیں۔ کہ جماعت ان پر جتنا بھی فخر کرے۔ کم ہے۔ لیکن باوجود اس کے میرے خیال میں آپکے ملفوظات اور بعض اہم تقاریر کے متعلق جو نقصان جماعت کا ہوا ہے۔ وہ ناقابل تلافی ہے۔ قصر خلافت وغیرہ میں سلسلہ کے مسائل کے متعلق جو ملاقاتیں ہوتی ہیں۔ ان کا تو ریکارڈ ہی نہیں۔ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ چونکہ ایسے موقعہ پر ملنے والے اکثر غیر احمدی یا غیر مذاہب کے لوگ ہوتے ہیں اس لئے اس وقت کی گفتگو عجیب حقائق اپنے اندر رکھتی ہے۔ پھر جب کبھی آپ باہر مثلاً لاہور وغیرہ تشریف لے جائیں۔ تو وہاں بھی آپ کی تقاریر اور خطبات نوٹ کرنیکے لئے اکثر ایڈیٹر صاحب الفضل کو ہی اپنا کام چھوڑ کر جانا پڑتا ہے۔ یا کبھی آپکے ساتھیوں میں سے کوئی نوٹ کر لے۔ ورنہ عموماً خطبات رہ ہی جاتے ہیں۔ ایک دو دفعہ تو میں نے بھی انہیں بعد میں قلم بند کر کے شائع کرایا ہے۔ تقاریر میں سے صرف ایک کا ذکر کرتا ہوں۔ غالباً ۱۹۲۸ء کا ذکر ہے۔ کہ آپنے احمدیہ ہوسٹل لاہور میں ایک تقریر بعنوان "مذہب اور اسکی ضرورت" پر مختلف کالجوں کے پروفیسروں اور طالبعلموں کے سامنے کی تھی۔ یہ تقریر اس قدر علمی اور پُر معارف تھی۔ کہ سامعین ششدر تھے۔ آپ جب دماغ کے سیلز (cells) کی کیفیت بیان کر رہے تھے۔ تو ہم بحیثیت میڈیکل سٹوڈنٹ یہ خیال کرتے تھے۔ کہ یہ تقریر محض ہمارے لئے کی جا رہی ہے۔ تاریخدان اور فلسفیوں کا خیال تھا۔ کہ تقریر کا سوائے انکے کوئی اور مخاطب نہیں۔ جب آپنے لفظ ملاح الدین کی تشریح فرمائی۔ تو ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ کوئی بڑا ماہر السنہ (linguist) تقریر کر رہا ہے۔ غرضیکہ ہر ایک اپنے اپنے علم اور ذوق کے مطابق اس تقریر کو بے مثال سمجھتا تھا۔ تقریر تقریباً تین گھنٹے تک جاری رہی۔ اور بعد میں اس کی یاد سے کئی دن تک ہمارے دماغ لطف اندوز ہوتے رہے۔ یہ تقریر کیا بلحاظ ضرورت زمانہ جبکہ مذہب کے ساتھ تمسخر اور استہزا کیا جاتا ہے۔ اور کیا بلحاظ اپنے معارف کے اس قابل تھی۔ کہ اس کا ایک ایک لفظ محفوظ کر لیا جاتا۔ اور مختلف زبانوں میں ترجمہ کر کے کثرت سے شائع کی جاتی۔ لیکن افسوس۔ یہ شائع نہ ہوئی۔

اخیر میں مَیں اس طرف عدم توجہگی کی ایک اور مثال پیش کرتا ہوں۔ قرآن شریف کے پہلے دس پاروں کا درس حضور نے پچھلے سال کی طرح چھ سات سال کا عرصہ ہوا دیا تھا۔ ابھی تک شائع نہیں ہوا۔ حالانکہ ایسے درس کی اشاعت کی ضرورت کو وہ لوگ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں جو اس میں حاضر تھے۔ اسکی وجہ جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے۔ یہ ہے کہ درس پورے طور پر قلم بند نہیں ہوا۔ اور حضور کو تقریباً سارے کا سارا دوبارہ لکھنا پڑیگا۔ یہ کس قدر افسوسناک امر ہے۔ اگر اس کے لئے اس وقت قابل اور ٹرینڈ ناقل مقرر ہوتے تو اس کی اشاعت اب تک معرض التوا میں نہ پڑی رہتی۔ **

** پس مافات سے سبق حاصل کرتے ہوئے ذمہ دار اصحاب کا یہ فرض ہے۔ کہ جلد از جلد حضور کے ملفوظات قلم بند کرنیکے لئے دو ٹرینڈ اور مستقل رپورٹر مقرر کریں۔ خواہ اس تجویز کو مجلس مشاورت میں ہی پیش کر کے پاس کرانا پڑے۔ اگر اسکے لئے یہ سوال اٹھایا جائے۔ کہ فنڈ کی گنجائش نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ خدا کے فضل سے ہمارا مال و جان ہر وقت سلسلہ کی خدمت کے لئے حاضر ہے۔ (خاکسار۔ ڈاکٹر ملک محمود معظان)

امریکہ میں تبلیغ اسلام

مختلف مقامات میں تبلیغی تقریریں اور گفتگو

۹ اصحاب داخل احمدیت ہوئے

ستمبر کے آخری ایام میں خاکسار شہر ڈٹ ریٹ میں تبلیغی دورہ پر گیا۔ اور تین ہفتہ قیام کیا۔ مولےٰ کریم نے اس سفر کو بابرکت بنایا اور توحید کی آواز بلند کرنے میں کامیابی عطا کی۔ ۹ اصحاب داخل سلسلہ ہوئے جن میں سے پانچ امریکن ہیں۔ اور چار ہندوستانی مسلمان۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔

ڈٹ ریٹ میں جماعت احمدیہ

اس دفعہ ڈٹ ریٹ جانے کی ایک اہم غرض وہاں کی جماعت کی تنظیم تھی۔ چنانچہ ہندوستانی اور امریکن۔ احمدیوں کی ایک جماعت قائم کی گئی۔ اور انہیں انتظام کی سلک میں منسلک کیا گیا۔ وہاں ہفتہ وار میٹنگ قائم کر دی گئی ہے۔ اور میرے آنے کے بعد وہاں کے احباب نے یہ کام جاری رکھا ہے۔

نو احمدیوں میں خدمت دین کا جوش

ہمارے ہندوستانی احمدی نہایت جوشیلے ہیں۔ اور اشاعت اسلام کے لئے ایک تڑپ رکھتے ہیں۔ امریکن احمدیوں میں سے ایک صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ وہ کسی زمانے میں عیسائی پادری رہ چکے ہیں۔ اور انگریزی میں اچھی تقریر کر سکتے ہیں۔ ان کے علاوہ ایک تعلیم یافتہ خاتون ہیں۔ الغرض وہاں ایک منظم جماعت قائم ہو گئی ہے۔ اور جب سے ان کی تنظیم ہوئی ہے۔ وہ باقاعدہ طور پر ہفتہ وار جلسہ کرتے ہیں۔ خود بخود جلسہ کرنا ان کے لئے ایک بڑی بات ہے۔ میں اللہ تعالےٰ کے فضلوں سے امید رکھتا ہوں۔ کہ یہ جماعت ترقی کرے گی۔ میں بذریعہ خط و کتابت انہیں ہدایات دیتا رہتا ہوں۔ اور وقتاً فوقتاً فرصت کے مطابق وہاں جانے کی بھی کوشش کروں گا۔

بنگالی مسلمانوں میں تبلیغ

ڈٹ ریٹ کے نزدیک Pontiac نامی ایک شہر ہے۔ وہاں چند بنگالی مسلمان رہتے ہیں۔ ان کی دعوت پر میں وہاں گیا۔ مجھے وہاں بلانے کی غرض ایک پادری سے عیسائیت کے متعلق گفتگو کرانا تھی۔ چنانچہ بہت دیر تک الوہیت مسیح پر مباحثہ ہوا۔ اور آخر پادری صاحب کو بالکل خاموش ہونا پڑا۔ مجھے بلانے والے بہت خوش ہوئے۔ میں وہاں ایک رات اور ایک دن ٹھہرا۔ تمام وقت وعظ و تبلیغ میں گذرا۔ اسلام کے متعلق سوالات کرتے رہے۔ یہ لوگ چونکہ اسلام کے خلاف اعتراضات سنتے رہے ہیں۔ اور مولویوں کے بہت مخالف ہیں۔ اس لئے اسلام سے سخت بیزار تھے۔ میرے جوابات سنکر انہوں نے واضح الفاظ میں کہا۔ کہ احمدیت جس رنگ میں اسلام پیش کرتی ہے۔ یہ سچا اسلام ہے۔ احمدیت کے متعلق بھی انہوں نے بہت معلومات حاصل کیں۔ وفات مسیح۔ دجال۔ نشانات مسیح موعود علیہ السلام وغیرہ۔ تمام مسائل پر گفتگو ہوئی۔ میں ان کے متعلق امید واثق رکھتا ہوں۔ کہ کسی وقت ان میں سے سب نہیں۔ تو بعض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔ اللہ تعالےٰ ایسا ہی کرے۔

ایک نوجوان احمدی

میرے ساتھ ڈٹ ریٹ سے ایک نوجوان گیا تھا۔ جو تمام تبلیغی گفتگو سنتا رہا۔ واپسی کے وقت مجھے کہنے لگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت مجھ پر واضح ہو گئی ہے۔ آپ مجھے جو کچھ فرمائیں۔ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اگرچہ میرا علم بہت حد تک محدود ہے۔ مگر میں آئندہ اپنی طاقت کے مطابق اسلام کی خدمت کروں گا۔ اسی وقت میری تحریک پر بیعت کر کے احمدی ہو گیا۔ اور اب بہت اخلاص سے اسلام کی خدمت کی کوشش کرتا ہے۔

ڈٹ ریٹ میں تبلیغ

ڈٹ ریٹ میں جن اعلےٰ تعلیم یافتہ لوگوں کو تبلیغ کی گئی۔ ان میں سے قابل ذکر دو اصحاب ہیں۔ ایک aviation School کے Captain ہیں۔ وہ اسلام کے متعلق بہت دلچسپی لے رہے ہیں انہوں نے دعوۃ دے کر مجھے ہوائی جہاز کا سفر کرایا۔ دوسرا شخص ایک عیسائی پادری ہے۔ اس کے ساتھ دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ اور بہت متاثر ہوا۔

شکاگو میں تبلیغ

تین ہفتہ قیام کے بعد وسط اکتوبر میں میں اپنے مرکز شکاگو میں واپس آیا۔ پندرہ اکتوبر سے اخیر نومبر تک شکاگو میں لیکچروں کا موسم ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے مجھے بھی تقریریں اور تبلیغ کرنے کے نہایت اعلےٰ مواقع مل رہے ہیں۔ اب تک میں دوسری جگہوں میں لیکچر دیتا تھا۔ مگر اپنے انتظام سے اپنی جگہ کوئی تقریر اب تک نہیں کر سکا تھا۔ وجہ یہ تھی۔ کہ ہماری مسجد ایسی جگہ واقع ہے۔ کہ وہاں جلسہ کرنے کی مجھے اجازت نہ تھی۔

اپنے انتظام سے جلسہ

میں نے اللہ تعالےٰ کے فضل سے تین نومبر کو اپنا جلسہ شروع کیا افتتاح میں اللہ تعالےٰ نے امید سے بڑھکر کامیابی عطا کی ہے۔ ہال بالکل پُر ہو گیا۔ پادری۔ کالج کے پروفیسرز۔ طلباء۔ وکیل الغرض اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ بکثرت آئے۔ اور خاص طور پر اچھا اثر لے کر گئے۔ ایک وکیل صاحب جن کے متعلق میں نے کسی گذشتہ رپورٹ میں ذکر کیا تھا۔ کسی کام پر تین صد میل کے فاصلہ پر گئے ہوئے تھے۔ وہ محض اس جلسہ میں شامل ہونے کے لئے عین جلسہ کے وقت پر پہنچ گئے۔ پندرہ منٹ انہوں نے تقریر کی۔ جس میں علاوہ اور باتوں کے یہ بھی کہا Brother

sufi has yet to climb a steep hill But the movement has a wonderful future.

یعنی برادرم صوفی صاحب کو اگرچہ ابھی پہاڑ پر چڑھنا ہے۔ مگر سلسلہ کا مستقبل بہت ہی شاندار ہے۔

علاوہ ازیں Herald & Examiner اور Daily News نامی دو بہت زبردست اخبارات میں شاندار طریق سے اس افتتاح کا ذکر ہوا ہے۔ سب کچھ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے۔

ایک یونیورسٹی میں تقریر

ان دنوں خاکسار کو North Western university جو Evanston نامی ایک شہر میں واقع ہے۔ اور شکاگو کے قریب ہے۔ تقریر کرنے کا موقع ملا۔ اس یونیورسٹی کے ایک باا‌ثر پروفیسر Dr. Broaden میری ایک تقریر میں موجود تھے۔ اور اس وقت انہوں نے کہا تھا۔ کہ میں کسی وقت آپ کو یونیورسٹی میں مدعو کروں گا۔ اب وہ Doctor of Divinity ہیں اور مختلف مذاہب کے عقیدہ خدا پر تقریر کرتے ہیں۔ اسلامی عقیدہ پیش کرنے کے لئے اس کلاس میں مجھے مدعو کیا۔ اور خود پروفیسر اور طلباء بعد تقریر بہت دیر تک سوالات کرتے رہے وہ بہت ہی خوش ہوئے۔ اور پروفیسر صاحب نے مجھے کہا۔ کہ یونیورسٹی میں ایک عام لیکچر کرانے کے لئے ہم اور کسی وقت انتظام کریں گے جب تقریر و گفتگو ختم ہوئی۔ تو کہنے لگے۔ آپ اذان دیں۔ اس ملک کے اعلےٰ تعلیم یافتہ لوگوں میں جب میں تقریر کرتا ہوں۔ تو اکثر اوقات مجھ سے خواہش کی جاتی ہے۔ کہ اذان دوں۔

الغرض اللہ تعالےٰ کی بندہ نوازی حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور بزرگان سلسلہ کی دعاؤں کی برکت سے اعلائے کلمۃ اللہ کے بیش از بیش مواقع مل رہے ہیں۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ

خاکسار

(مطیع الرحمان بنگالی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جنون کا الزام

اور اس کی تردید

تعصب اور ہٹ دھرمی ایک بُرا مرض ہے۔ لیکن جب اس کے ساتھ کم علمی اور جہالت مل جائے۔ تو پھر ناقابل علاج مرض ہو جاتا ہے۔ عیسائیوں کی جرأت اور دلیری ملاحظہ فرمائیں۔ کہ وہ الوہیت مسیح اور تثلیث وغیرہ بدیہی البطلان اور مشرکانہ عقائد کو قرآن مجید سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسا ہی آریوں کی یہ دیدہ دلیری دیکھئے۔ کہ ان کے نزدیک گویا قرآن مجید۔ تناسخ اور قدامت روح و مادہ ایسے بے بنیاد اور بعید از عقل عقائد کا نعوذ باللہ مصدق ہے۔ ہمارے بعض غیر احمدی مخالفین کی جرأت بھی ان سے کچھ کم تعجب انگیز نہیں۔ کہ ان کے نزدیک گویا حضرت اقدس علیہ السلام جنون اور مرض مالیخولیا میں مبتلا تھے۔ اور کہ خود حضرت اقدس علیہ السلام کی اپنی تحریرات سے یہ بات ثابت ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جنون کا الزام کوئی نیا الزام نہیں۔ بلکہ خدا کے تمام نبیوں پر دشمنان حق یہی الزام دیتے آئے ہیں۔ کما قال اللہ تعالےٰ۔ کذالک ما اتی الذین من قبلھم من رسول الا قالوا ساحر او مجنون (سورۃ ذاریات) اسی طرح نہیں آیا ان کے پاس جو پہلے ان سے تھے کوئی رسول۔ مگر انہوں نے کہا۔ کہ جادوگر ہے۔ یا مجنون و دیوانہ۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جنون کا الزام لگا کر ان مخالفین نے حضور کی گذشتہ انبیاء کے ساتھ ایک اور مماثلت و مشابہت قائم کر دی۔ باقی یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے خود لکھا ہے۔ کہ مجھے مرضِ جنون ہے۔ صریح بہتان و افترا ہے۔ ہمارے مخالفین کا فرض ہے۔ کہ وہ حضورؑ کی تحریر سے اس کا ثبوت پیش کریں۔

میں یہاں حضرت اقدس کے اپنے بیانات سے اس کی تردید پیش کرتا ہوں۔ (ناظرین۔ اس کی مفصل تردید رسالہ ریویو اردو ماہ دسمبر ۱۹۲۹ء میں ملاحظہ فرمائیں)

۱- خدا تعالےٰ کی وہ "وحی" جو حضور پر نازل ہوئی۔ حضرت اقدس پر الزام جنون کی تردید و تغلیط کرتی ہے۔ چنانچہ فرمایا۔

"ھیھات ھیھات لما توعدون من ھذا الذی ھو مھین ولا یکاد یبین جاھل او مجنون قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین ...... ما انت بنعمۃ ربک بمجنون۔ (براہین احمدیہ صفحہ ۲۳۹) کہ اے مسیح موعودؑ مخالف تجھے مجنون کہینگے۔ تو اللہ تعالےٰ کے فضل اور اس کے انعام سے مجنون نہیں ہے۔

۲- اخبار "بدر" جلد اول نمبر ۱۲- جنوری ۱۹۰۳ء میں حضورؑ فرماتے ہیں:-

"چونکہ میں مامور تھا۔ اس لئے کوئی مرض وغیرہ نہ ہوا۔ (چھ ماہ متواتر روزے رکھنے سے ناقل) ورنہ اگر کوئی اور ہوتا۔ اور اس قدر شدت اٹھاتا۔ تو ضرور مسلول۔ مدقوق یا مجنون ہو جاتا"

اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ حضورؑ کو مرضِ سل۔ دق یا جنون ہرگز نہ تھا۔

۳- حضور علیہ السلام پر کسی نکتہ چین نے یہی نکتہ چینی کی تھی۔ جس پر حضورؑ فرماتے ہیں:-

"دوسری نکتہ چینی یہ ہے۔ کہ مالیخولیا یا جنون ہو جانے کی وجہ سے مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کر دیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یوں تو میں کسی کے مجنون کہنے یا دیوانہ نام رکھنے سے ناراض نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہمیشہ سے نا سمجھ لوگ ہر ایک نبی اور رسول کا بھی ان کے زمانے میں یہی نام رکھتے آئے ہیں۔ اور قدیم سے ربانی مصلحوں کو قوم کی طرف سے یہی خطاب ملتا رہا ہے۔ اور نیز اس وجہ سے بھی مجھے خوشی پہنچی ہے۔ کہ آج وہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ جو براہین میں طبع ہو چکی ہے۔ کہ تجھے مجنون بھی کہینگے۔ لیکن حیرت تو اس بات میں ہے۔ کہ اس دعوے میں کونسے جنون کی علامت پائی جاتی ہے۔ کونسی خلاف عقل بات ہے۔ جس کی وجہ سے معترضین کو جنون ہو جانے کا شک پڑ گیا۔ اس بات کا فیصلہ ہم معترضین کی ہی کانشنس اور عقل پر چھوڑتے ہیں۔ اور ان کے سامنے اپنے بیانات اور اپنے مخالفوں کی حکایات رکھ دیتے ہیں کہ ہم دونوں گروہ میں سے مجنون کون ہے۔ اور عقل سلیم کس کی طرز تقریر کو مجانین کی باتوں کے مشابہ سمجھتی ہے۔ اور کس کے بیانات کو قول موجہ قرار دیتی ہے" (دیکھو ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ ۱۸)

پس ایسے واضح بیانات کے ہوتے ہوئے یہ ادعا کہ نعوذ باللہ حضرت اقدس خود مقر ہیں۔ کہ مجھے جنون ہے۔ پاگلوں اور مجنونوں کا کام نہیں۔ تو اور کس کا ہے۔ کاش کہ یہ دشمنان حق حضرت علیہ السلام کے کارناموں کو دیکھتے۔ اور حضورؑ کی تیار کردہ جماعت کے کام دیکھتے۔ تا انہیں معلوم ہوتا۔ کہ مجنون کا ایسا شاندار انجام نہیں ہوا کرتا۔ جیسا کہ حضرت اقدس علیہ السلام کا ہوا۔ علیہ و علیٰ مطاعہ الف الف صلوٰۃ و سلام۔

ہم حیران ہیں۔ اگر حضور علیہ السلام پر جنون کا الزام دیا تھا۔ تو پھر حضور کو (نقل کفر کفر نباشد) کذاب۔ مکار اور مفتری کیوں قرار دیا۔ کیونکہ مجنون اپنے کسی ارادے یا خواہش سے کچھ نہیں کرتا۔ پس اس کی طرف کذب یا افترٰی منسوب کرنا صریح حماقت ہے۔ چنانچہ ایک حکیم عبدالعزیز اقرار کرتا ہے۔ کہ

"جس شخص کے دماغ میں فتور ہو۔ وہ مفتری نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کذب و افترٰی کے لئے نہ صرف ہوش و حواس کے قیام بلکہ ان کے عمدہ ہونے کی بھی ضرورت ہے" (رسالہ دردِ دل صفحہ ۶۰)

بلاغت کی مشہور کتاب مختصر المعانی کے صفحہ ۴۳ پر لکھا ہے۔

"لان المجنون لا افتراء لہ لانہ الکذب عن عمد ولا عمد للمجنون۔ کہ مجنون کی طرف افترا منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ افترا عمداً جھوٹ بولنے کو کہتے ہیں۔ لیکن مجنون کا کوئی ارادہ نہیں ہوتا۔

پس یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کہ ایک شخص مجنون بھی ہو اور پھر ایسے مفتری و مکار بھی کہا جائے۔ ما لکم کیف تحکمون۔ افلا تعقلون۔ مگر خدا کے انبیاء کی طرف ہمیشہ سے مخالفین متضاد باتیں منسوب کرتے چلے آئے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مجنون بھی کہتے تھے۔ اور مفتری علی اللہ بھی۔ فنعم ما قال اللہ تعالےٰ۔ لھم قلوب لا یفقھون بھا

خاکسار۔ تاج الدین لائل پوری (مولوی فاضل) قادیان

جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ

اے برادران ملک۔ آپ کو معلوم ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ میں اپنے بندگان کی اصلاح کے لئے اور انہیں اپنے قرب کی راہوں پر چلانے کے لئے ہم میں سے ایک انسان کو منتخب فرما کر اپنے کلام سے مشرف کیا۔ اسے حکمت کی تمام باتیں سکھائیں۔ وہ وجود باجود حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام قادیانی ہے جس نے مخلوقِ خدا کی ہدایت کے کام کو تمام کاموں پر مقدم کر کے اپنی جان و مال کو اس میں صرف کر دیا۔ اس نے اسی کے قریب کتابیں مخلوقِ خدا کی ہدایت کے لئے تصنیف کیں۔ اس نے سینکڑوں اشتہار لوگوں کی آگاہی کے لئے شایع کئے۔ اس نے اپنے ہاں ایک لنگر خانہ جاری کیا۔ تا متلاشیانِ حق قادیان میں قیام کی حالت میں تکلیف نہ اٹھائیں۔ پھر ایک خاص وقت مقرر کیا۔ تا لوگوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہونچ سکے۔ اس وقت میں جمع ہونے کا نام حضورؑ نے جلسہ سالانہ رکھا۔

پس اے برادران۔ خدا کے اس برگزیدہ نے اپنا فرض پورے طور پر ادا کر دیا۔ اب آپ بتائیں۔ آپ نے اس خدا کے فرستادہ کی آواز پر کہاں تک لبیک کہا ہے۔ اس بات کو سوچیں۔ خوب سوچیں۔ خوب غور کریں۔ علیحدہ ہو کر غور کریں۔ کہ آپ نے خدا تعالےٰ کے اس انعام اور احسان کی کیا قدر کی۔ اگر آپ کو اس سے قبل اس وجود باجود کے فیضان سے فائدہ اٹھانے کی طرف توجہ نہیں ہوئی۔ تو اب بھی وقت ہے۔ کہ اس طرف رجوع کریں۔ اس وقت بھی خدا کے مسیح کا خلیفہ برحق اس کا پیارا محمود ہاں خدا تعالےٰ کا محمود اپنے آقا کی برکات لئے ہوئے آپ کی بھلائی اور ہدایت کے لئے کمربستہ کھڑا ہے

ع۔ من از ہمدردیت گفتم توہم از فکر کن بارے۔

خاکسار حشمت اللہ قادیان

مقاصدِ ہستئ انسان اور اُن کی تکمیل

تفاوتست میاں شنیدن من و تو
تو بستن در و من فتح باب مے شنوم،

عالم کائنات کا ہر ایک ذرہ زبانِ حال سے بہ بداہت ظاہر کرتا ہے کہ ہر ادنےٰ ہستی اعلےٰ ہستی پر قربان ہوتی ہے۔ چنانچہ گندم کا دانہ زمین میں فنا ہو کر ایک پودے کی شکل اختیار کرتا ہے جس سے بیسیوں دانے نکلتے ہیں۔ دانوں سے آٹا اور آٹے سے روٹی بنکر یہ غذا انسان کی بیحرِل مشین میں پہنچتی ہے۔ جہاں خون۔ استخوان اور گوشت میں متبدل ہو کر دیکھنے سننے اور بولنے کا کام دیتی ہے۔ اور پھر یہی قوتیں دراء الورا حالات کے ماتحت غیر محدود ترقی کرتے چلے جاتے ہیں۔

اشرف المخلوقات

اسی طرح فطرت نے انسان کو اشرف المخلوقات پیدا کیا ہیں دوسرن انسان جسقدر مخلوقات عدم سے ہستی میں ظہور پذیر ہوئی اس کی غرض و غایت یہ تھی کہ کسی نہ کسی نوعیت میں انسان پر قربان ہو جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعًاہ یعنی اللہ ہی ہے جس نے سب کچھ جو زمین میں ہے تمہارے لئے پیدا کیا۔ الم تروا ان اللہ سخر لکم ما فی السموٰت وما فی الارض واسبغ علیکم نعمہ ظاھرۃ وباطنۃ۔ یعنی کیا تم غور نہیں کرتے کہ اللہ نے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ تمہارے کام میں لگایا۔ اور تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتوں کو پورا کیا۔

الغرض انسان ایک اعلےٰ ہستی ہے جس سے بالاتر ہستی پروردگارِ عالم کی ہے۔ لہٰذا یہ لازماً قرار پایا کہ انسان اس بہترین اور بالاترین ہستی پر قربان ہو۔ یعنی وہ صفات الٰہی بذریعہ عبادت اپنے اندر پیدا کر کے بتدریج مراحلِ ترقی طے کرتا ہوا اس معراج کو پہنچے۔ جو قدرت نے اس کے لئے مقرر کر رکھا ہے۔

نفوسِ انسانی کی اصلاح

سب سے بڑا اہم باشان فرض اور سب سے زیادہ عظیم الشان خدمت یہ ہے۔ کہ نفوس انسانی کے اخلاق و تربیت کی اصلاح ہو۔ یہ سنت مستمرہ الٰہی چلی آئی ہے۔ کہ جب کبھی کوئی قوم مسلسل انحطاط کے گرداب میں پڑ کر ساحل فوز و نجات سے دور جا پڑتی ہے۔ اور اسے حصولِ مراد کی ہر سعی میں ناکامی کا سامنا ہوتا ہے۔ اور ہر تدبیر جو اپنی بہبودی کی امید میں عمل میں لاتی ہے۔ خسران و تباہی سے بدل جاتی ہے۔ ایسے پرآشوب اور پرفتن زمانہ میں خداوند تبارک و تعالیٰ دایزد متعال اپنی عنایات بیغایات سے کسی نبی کو مبعوث کر کے اس قوم کی دستگیری فرماتا ہے۔ جو اُسے اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ کے زیور سے مزین کرتا ہے۔ اور ہر قسم کے فضائل اخلاق احسان و کرم۔ حلم و عفو۔ ثبات و ایثار۔ غیرت و استغناء سے آراستہ و پیراستہ کرتا ہے۔ نہ صرف پند و وعظ کے ذریعہ سے بلکہ خود فضائل اخلاق کا ایک پیکرِ مجسم بن کر آئینۂ عمل ہو جاتا ہے۔ اس کے ظہورِ قدسی سے گلشن دھر کی بادِ خزاں روح پرور نسیم بہار سے متبدل ہو جاتی ہے اور آفتابِ ہدایت و سعادت کی شعاعیں ہر طرف پھیل جاتی ہیں۔ لیکن عالم فانی کی کوئی چیز ابدی نہیں۔ اس لئے یہ مقدس ہستی دنیا میں آ کر ہمیشہ نہیں رہ سکتی۔ اس کے دارالقرار کو سفر کر جانے کے بعد قوم ایک عرصہ تک پھولتی پھلتی ہے۔ لیکن امتدادِ زمانہ سے جب نبی کی تعلیم دستبردِ انسانی سے محفوظ اور مامون نہیں رہ سکتی۔ یا وہ تعلیم زبان کی عام نافہمی اور تراجم کی کمی اور مطالب کی دور از کار تشریحات کا باعث بن کر کس مپرسی کے عالم میں پڑ جائے۔ اور اس کی عظمت دلوں سے جاتی رہتی ہے۔ اور اس کے عالم افروز اور محیر العقول معانی کے دلنشین کرنے والے بکثرت نہیں رہتے۔ اور اس کی براہین ساطعہ اور حجج لامعہ بھی آداب و شخصی تعلیمات تک ہی محدود رہ جاتی ہیں۔ تو قوم سے قوتِ ارادی۔ قدرتِ اقدامِ عمل۔ استقلال۔ تنظیم جماعت۔ اتحاد۔ بے لاگ کیرکٹر۔ قومی خودداری۔ قوتِ فیصلہ۔ انصاف پسندی۔ دیانت۔ عاقبت اندیشی اور ان تھک محنت کی عادت، و دیگر قوائے ظاہری اور باطنی جو تمدن کی جان اور روحانیت کی روح و رواں ہیں ایک ایک کر کے مفقود ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی جگہ ہوا و ہوس و خواہشات نفسانی کا ایک پُر زور سیل موجیں مارتا ہوا قوم کو سرعت کے ساتھ تنزل و ہبوط کی طرف لے جا کر قطعی موت اور یقینی ہلاکت تک پہنچا دیتا ہے وہ جذبات و حسیات جو اقوام متمدنہ میں رستخیز پیدا کرنے والے ہوتے ہیں۔ تکاسل و تساہل کی وجہ سے سست پڑ کر اس قوم میں جمود مجسم بن جاتے ہیں۔ اور حالت یہاں تک پہنچ جاتی ہے۔ کہ قوم کا ایک ایک متنفس انفرادی اور اجتماعی حیثیت میں ایک عضو بیکار کی طرح ہو جاتا ہے۔ نہ قوم میں دنیوی پوزیشن کے لحاظ سے کوئی امتیازی نشان پایا جاتا ہے۔ اور نہ دینی حیثیت میں ایمان اور صالحیتِ عمل کی رمق باقی رہتی ہے وہ قوم نہ خارجی مزاحمت کے بالمقابل جہد للبقا میں پوری اُتر سکتی ہے۔ اور نہ ارتقائی اہلیت میں اپنے آپ کو مستعد ثابت کر کے صعود کر سکتی ہے انجام کار قوم کے تغافل کے باعث نبی کا تیار کردہ گلستان مایوسی اور شکست کا خارستان بن جاتا ہے۔ اور کفر کی تیرہ و تار شب عالم پر طاری ہو جاتی ہے اور چرخ کہن مدت ہا سے دراز تک صبح جاں نواز کے لئے لیل و نہار کی کروٹیں بدلتا رہتا ہے۔ اور لوگ چشم براہ رہتے ہیں۔ تا کہ کب آسمانی قضا و قدر عالم قدس سے کسی نفسِ قدسیہ کو عالم

امکان میں ظاہر کریں ؎

چوں بیاید بہار باز آید موسم لالہ زار باز آید
وقت دیدار یار باز آید بیدلاں را قرار باز آید
ماہروئے نگار باز آید خور بہ نصف النہار باز آید
باز خندد و بناز لالہ و گل باز خیزد ز بلبلاں غلغل
دست غیبش بہ پرورد ز کرم صبح صد نقش کند ظہور اتم

چمنستانِ گیتی میں بارہا ایسی بہاریں آچکی ہیں اور چرخ نادرہ کار نے کبھی کبھی تو بزم عالم اس سج دھج سے سجائی ہے۔ کہ نگاہیں خیرہ ہو ہو کر رہ گئیں ۔ (باقی آئندہ)

(خاکسار شریعت علی جنرل سکرٹری پراونشل انجمن احمدیہ شمالی مغربی سرحد پشاور)

برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول

اس نام سے دو مفید رسالے مہاشہ فضل حسین صاحب پہلے شائع کر چکے ہیں۔ اور دو اب اور لکھے ہیں۔ حصہ سوم میں تو غیر مسلم مردوں کی ایسی تحریریں جمع کی گئی ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و عظمت کا اظہار ہے۔ اور حصہ چہارم میں غیر مسلم خواتین کے مضامین درج کئے گئے ہیں۔ اور ساتھ ہی ان تمام موٹے موٹے اعتراضوں کا غیر مسلموں کی طرف سے جواب بھی دیا گیا ہے۔ جو بدباطن معترض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات قدسی صفات پر کرتے ہیں۔ یہ ہر دو رسائل اس قابل ہیں۔ کہ جنہیں غیر مسلموں میں کثرت کے ساتھ تقسیم کرنا چاہئے۔ تاکہ ان کے دلوں سے وہ بدگمانیاں اور غلط خیالات دور ہو جائیں۔ جو کم فہم معترضوں کی تحریریں پڑھنے سے پیدا ہو چکے ہیں۔ بلکہ انہیں خواجۂ دو جہانؐ کی پاکیزہ سیرت۔ بے مثال قربانیوں اور گرانقدر فیوض کا بھی صحیح علم ہو جائیگا۔ جو اس برگزیدہ ہستی سے دنیا کو پہنچے۔

امید ہے۔ احباب جماعت ان کی اشاعت میں امکانی حصہ لے کر مؤلف کو موقعہ دینگے۔ کہ وہ اس مفید سلسلہ کو آئندہ بھی جاری رکھ سکے۔ حجم ہر ایک کا ستو صفحہ ہوگا۔

لکھائی چھپائی۔ کاغذ دیدہ زیب اور قیمت فی نسخہ ۵ر

(ملنے کا پتہ:۔ بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان)

احمدی جنتری سنہ ۱۹۳۰ء

میاں محمد یامین صاحب تاجر کتب قادیان عرصہ تیرہ سال سے یہ جنتری چھاپتے ہیں۔ اب کی دفعہ زیادہ چکنے کاغذ پر ٹائیٹل چھپا ہے۔ مضامین کے لحاظ سے مفید چیز ہے۔ دوستوں کو چاہئے۔ زیادہ تعداد میں منگوا کر اس کی اشاعت کریں ۴۸ صفحہ قیمت فی نسخہ ۲ر۔ ایک روپیہ کے آٹھ نسخہ

رنگین قطعات

میاں محمد یامین صاحب تاجر کتب قادیان نے تغرے جدید ۱۸ قسم کے خوشنما مضامین کے مکانوں اور لاہبریریوں

"ذیابیطس کا مجرب علاج"

قیمت بتیس گولیاں آٹھ روپیہ علاوہ محصولڈاک و پیکنگ

مینیجر اوشدھالیہ بیان میں دواساز ہیں

لالہ بہادر مول راج ایم۔ اے کا بسنت کسماکر رس استعمال کریں

اس دوا کے استعمال سے ہر قسم کا (بیریہ) ذیابیطس وغیرہ رفع ہوتے ہیں۔ و مختلف بیماریوں کو بھی رفع کرتا ہے۔ اور اعلےٰ درجہ کا مقوی ہے۔

خواجہ عبدالرحیم صاحب شال مرچنٹ تحریر فرماتے ہیں۔ میں آپکے ہاں سے دوج راج وٹی اور بسنت کسماکر رس لے گیا تھا مجھ کو بہت فائدہ ہوا ہے۔ رات کو تین دفعہ پیشاب کی حاجت ہوتی تھی۔ اور دن کو نو گیارہ بار۔ اس قلیل عرصہ میں بہت فائدہ ہوا ہے۔ آج آپ کی خدمت میں آدمی بھیجتا ہوں۔ اس کے پاس ایک پیکٹ دوج راج وٹی اور ایک پیکٹ بسنت کسماکر رس دیدیویں۔

جمعدار راجہ رام صاحب لکھتے ہیں۔ پیشتر ازیں دو عدد شیشی بسنت کسماکر رس آپکے کارخانہ سے منگوا کر استعمال کی جارہی ہیں۔ بہت فائدہ ہو رہا ہے۔ بندہ اس مرض سے اپنی زندگی سے نا امید تھا۔ مگر آپ کی کرپا سے صحت ہو رہی ہے۔ ۳۲ خوراک بسدھ مکر دھوج اور ایکصد دس گولی دوج راج وٹی بذریعہ وی۔ پی ارسال کریں۔

ارشاد آنے پر فہرست ادویات مفت ارسال ہوگی۔

مینیجر مہیش اوشدھالیہ لالہ بہادر مول راج ایم۔ اے پوسٹ بکس نمبر ۱۴ الاہور بازار پٹ منڈی

عمدہ موقعہ اراضی

ایک قطعہ ڈیڑھ کنال کا برائے فروخت موجود ہے۔ یہ قطعہ منشی محمد شاد یخان صاحب مرحوم کے مکان کے شرقی طرف ہے۔ اس قطعہ سے زیادہ قریب قطعہ مسجد مبارک کے کوئی نہیں ہے۔ بہت قیمت کا فیصلہ اس پتہ سے کریں۔

خ - معرفت مینیجر الفضل قادیان

قابل فروخت اراضی

ایک قطعہ اراضی جامعہ احمدیہ کے پیچھے مسجد نور سے چند قدم کے فاصلہ پر قابل فروخت ہے۔ دیگر تفصیلات جلسہ کے موقعہ پر ناظم جلسہ حصہ بیرون سے معلوم کر سکتے ہیں قیمت فی مرلہ ۲۵ روپیہ۔ درخواستیں جلد ارسال فرمائیں ورنہ پرانی آبادی میں ایسا موقعہ میسر آنا مشکل ہوگا۔

خاکسار

محمد عبداللہ خان آف مالیر کوٹلہ۔ قادیان

سٹیشن والی بڑی سڑک پر

ایک کنال قطعہ زمین

احباب کو معلوم ہے۔ کہ قادیان سے ریلوے سٹیشن کو جو سب سے بڑی سڑک جاتی ہے وہ کھارا والی سڑک کہلاتی ہے۔ اس سڑک کے کنارے پر ریلوے سٹیشن کے قریب ہی دار الفضل میں ایک قطعہ زمین ایک کنال ایک صاحب اپنی ضرورت کی وجہ سے فروخت کرتے ہیں۔ اور قیمت ۸۰۰ روپیہ لیں گے۔ کوئی صاحب نقد اور جلد سودا کریں گے۔ تو ۷۰۰۔ ۸۰۰ کے درمیان ہی سودا ہو جائیگا۔

ڈ۔ معرفت مینیجر الفضل قادیان

ماہوار رسالہ بالکل مفت

دہلی کے مشہور و معروف رسالہ کامیابی کے دفتر سے ایک اور نہایت عمدہ ماہوار رسالہ تبصرہ جاری ہونیوالا ہے جس کا پہلا پرچہ جنوری ۱۹۳۰ء کے پہلے ہفتہ میں شائع ہوگا۔ تبصرہ کے پہلے پرچہ میں علاوہ اور مفید مضامین کے ۱۹۳۰ء کے لئے ایک ایسی کار آمد مکمل جنتری بھی ہوگی۔ جو سال بھر تک آپ کے لئے ایک نہایت عمدہ مشیر و رہبر کا کام دے گی۔ ماہوار رسالہ تبصرہ صرف ان حضرات کے لئے بالکل مفت جاری کر دیا جائیگا جو ایک کارڈ پر حسب ذیل عبارت لکھکر بھیجدینگے۔

مجھ کو اچھی کتابیں پڑھنے اور جمع کرنے کا شوق ہے۔ اور میں اکثر کتابیں خریدتا رہتا ہوں۔ اس لئے مجھے امید ہے۔ کہ آپ اپنا ماہوار رسالہ تبصرہ میرے نام جاری کر کے خسارہ میں نہیں رہینگے!!

پورا نام . . . . پورا پتہ

یہ کارڈ ابھی لکھدیجئے۔ تاکہ پہلا پرچہ اتنی تعداد میں چھپوایا جائے۔ کہ سب کو پہنچ جائے۔

المشتہر

مینیجر رسالہ کامیابی و تبصرہ بازار مچھلی والاں دہلی

اشتہار

یہ معلومات علم طب ہیں یا انمول موتی ہیں۔ جسے درکار ہوں وہ کوڑیوں کے مول منگوالے انیسویں صدی کی دو بے نظیر اردو طبی کتابیں مولفہ جناب حکیم محمد سعید صاحب چودھری نائب صدر انجمن ترقی اردو مدراس کلیات طب جدیدہ ۴۲۴ صفحے قیمت ۲ روپیہ تحقیقات جدیدہ حصہ اول ۲۶۲ صفحے قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے ہر دو کے ایک ساتھ خریدار کو ۳ روپیہ محصولڈاک ہر حالت میں علاوہ۔ بڑے بڑے طبیبوں۔ ڈاکٹروں علماء فضلاء اور ادیبوں سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہے طب جدیدہ کے معلومات کا ذخیرہ میڈیکل سائنس کے اعجاز نما انکشافات کا خزینہ اور مغربی تحقیقات کا مختصر انسائیکلوپیڈیا طبیبوں اور غیر طبیبوں کیلئے یکساں مفید۔ زبان دلچسپ سلیس اور عام فہم۔ اردو لٹریچر میں ایک جلیل القدر اضافہ قابل مطالعہ و لائق دید درخواست پر پراسپکٹس مفت روانہ کیا جائیگا۔

المشتہر

عبدالحمید حسن بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی ریلنگ اسکوڈی انجمن ترقی اردو مدراس۔ نمبر ۲ دانیا داسٹریٹ

الٰہی بخش کمپنی سوداگران اسلحہ لاہور

عمدہ عمدہ بندوقیں رائفلیں۔ ریوالور پستول و کارتوس نہایت سستی قیمتوں پر طلب فرمائیے۔ ساتھ پر معقول کمیشن۔ لسٹ مفت طلب فرمائیے

الٰہی بخش کمپنی سوداگران اسلحہ مال روڈ لاہور

ابھی سالانہ جلسہ پر موتی کوڑیوں کے مول ملیں گے

مفصل اعلان کے لئے اگلے پرچہ کا انتظار کیجئے

خاکسار مینیجر بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان

نایاب رعایت — حیرت انگیز — فرحت افزا — رعایت

ہندوستان کی خبریں!

دہلی۔ ۱۳ دسمبر۔ رائل جغرافیکل سوسائٹی لنڈن کی کونسل نے اپنے ایک اجلاس میں فیصلہ کیا۔ کہ جناب عبدالرحیم صاحب ریاضی تسری رکن ادارہ معارف پشاور کو اپنی انجمن کا فیلو بنایا جائے۔

دہلی۔ ۱۲ دسمبر۔ ریورنڈ جے۔ سی چیٹر جی نے مجلس آئین ساز ہند میں مندرجہ ذیل قرارداد پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔ مجلس ہذا گورنر جنرل با اجلاس کونسل سے سفارش کرتی ہے۔ کہ لوگوں کے مطالبہ کو منظور کرتے ہوئے صوبہ دہلی کی توسیع کی جائے اور یہاں ایک گورنر کو متعین کیا جائے۔ توسیع کے لئے صوبہ اودھ میں سے میرٹھ اور پنجاب میں سے قسمت انبالہ کو ساتھ ملا دیا جائے۔

بمبئی۔ ۱۴ دسمبر۔ آج جرنیل شاہ ولی خان اور سردار احمد علی جان جو علی الترتیب برطانیہ و فرانس کے افغان سفیر ہیں "وائسرائے آف انڈیا" نامی جہاز پر سوار ہو کر یورپ کو روانہ ہو گئے۔

راولپنڈی۔ ۱۲ دسمبر۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کے نمائندہ مقیم راولپنڈی کو سرکاری طور پر اطلاع ملی ہے۔ کہ ایک میم پر حملہ کی جو اطلاع اس نے بھیجی تھی وہ غلط ہے۔ بات صرف یہ ہے۔ کہ دو ہندوستانیوں نے ایک صاحب پر حملہ کیا۔ اور اسے خنجر سے زد و کوب کر کے اس سے چھ آنے کے پیسے چھینے۔ اور میم پر کسی قسم کا حملہ نہیں کیا گیا۔

لاہور۔ ۱۴ دسمبر۔ آج دس بجے صبح پنجاب کونسل کا اجلاس منعقد ہوا۔ ووٹ لینے پر مسودہ قانون انضباط حسابات ۲۲ کے مقابلہ میں ۴۱ آرا سے منظور ہو گیا۔ سر رائے مہاداس چودھری دنی چند اور سردار بوٹا سنگھ نے بھی مسودہ قانون کی تائید میں ووٹ دیئے۔ باقی تمام ہندو ارکان نے مخالفت کی۔

میرٹھ۔ ۱۴ دسمبر۔ مقدمہ سازش میرٹھ کی تحقیقات آج ختم ہو گئی ہے۔ مجسٹریٹ نے حکم سنانے کے لئے ۱۷ جنوری کی تاریخ مقرر کی ہے۔

نئی دہلی۔ ۱۴ دسمبر۔ دہلی کے ہفتہ وار "ریاست" کے ایڈیٹر سردار دیوان سنگھ نے گورنر جنرل کی خدمت میں ایک درخواست بھیجی ہے۔ کہ نواب صاحب بھوپال نے قانون تحفظ والیان ریاست کے ماتحت ان کے خلاف جو مقدمہ دائر کیا ہے۔ وہ صوبجات متوسط سے صوبہ دہلی میں منتقل کر دیا جائے۔

مدراس۔ ۱۵ دسمبر۔ آج ڈھائی بجے سہ پہر کو وائسرائے اور لیڈی ارون سپیشل ٹرین کے ذریعے حیدر آباد کو روانہ ہو گئے۔

نئی دہلی۔ ۱۴ دسمبر۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ ۱۳ دسمبر کو سر جارج شسٹر نے سپیشل ڈیوٹی کے اختتام پر اپنے عہدے کا چارج لے لیا۔

مدراس۔ ۱۲ دسمبر۔ اخبار ہندو کا نامہ نگار اطلاع دیتا ہے۔ کہ اب یقینی طور پر کہا جا سکتا ہے۔ کہ وائسرائے ہند نے ایک مختصر سی کانفرنس طلب کی ہے۔ اور غالب امید ہے۔ کہ مہاتما گاندھی اور پنڈت موتی لال نہرو ۲۳ دسمبر کو وائسرائے سے ملاقات کریں گے۔ اگرچہ باضابطہ دعوت ابھی تک نہیں پہنچی۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ عنقریب پہونچنے والی ہے۔

پشاور۔ ۱۳ دسمبر۔ بچہ سقہ کا باپ اور عطاء الحق ابھی کابل کے جیل خانہ میں بند ہیں۔

لکھنؤ۔ ۱۵ دسمبر۔ آج یو۔ پی کونسل میں یہ ریزولیوشن پیش ہوا۔ کہ تمام زیر سماعت و سزایاب سیاسی قیدیوں کو رہا کر دیا جائے۔ ہوم ممبر نے گورنمنٹ کی طرف سے کہا۔ کہ سیاسی قیدیوں کی تشریح کرنا بڑا مشکل ہے۔ اور ابھی تک ایسا نہیں ہو سکا۔ آپ نے کہا۔ کہ گورنمنٹ اس ریزولیوشن کو منظور نہیں کر سکتی۔ ریزولیوشن ڈویژن کے بغیر ہی پاس ہو گیا۔

لدھیانہ۔ ۱۴ دسمبر۔ پنجاب کونسل کے مسلم ارکان نے میاں عبدالحی، ایم۔ ایل۔ اے کی خدمت میں مندرجہ ذیل اعلان ارسال کیا ہے۔ آپ کی کوششوں کی ہم زبردست حمایت کرتے ہیں جو آپ ہندوستان کے تمام مسلمان باشندوں پر اسلامی قانون وراثت کے نفاذ اور مقامی یا رواجی قانون وراثت کے جو ملک کے مختلف حصص میں رائج ہو۔ منسوخ کرانے کے متعلق کر رہے ہیں۔

شاہ نادر شاہ نے عبدالرسول خان کو پشاور میں اپنا وکیل التجارت مقرر کیا ہے۔

ضروری اعلان

بیت المال انشاء اللہ تعالیٰ جنوری ۱۹۳۰ء کے پہلے ہفتہ میں بذریعہ اخبار الفضل ایک مفصل رپورٹ پیش کریگا۔ جس میں یہ دکھائے گا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں کن کن جماعتوں نے اپنا چندہ جلسہ سالانہ پورا پورا داخل کیا ہے۔ اور اس چندے کے وصول کرنے یا خود دینے میں جن جن دوستوں نے خصوصیت سے حصہ لیا ہے۔ ان کے نام بھی شائع کئے جائینگے۔ اسی طرح حضور ایدہ اللہ بنصرہ کے حکم کی تعمیل میں جن جن جماعتوں نے چندہ عام و خاص کے بقائے ۲۹ دسمبر ۱۹۲۹ء یا زمیندار جماعتوں نے ہر دو فصل یعنی فصل ربیع و فصل خریف کے سوائے ان جماعتوں کے جن کے ہاں فصل خریف دسمبر تک برآمد نہ ہو سکے۔ پورے چندے اپنے احباب سے وصول کر کے ۳۱ دسمبر ۱۹۲۹ء تک داخل کر دیئے ہونگے۔ ان کی رپورٹ بھی شائع کی جاویگی۔

پس ہر ایک جماعت کے عہدہ دار امیر جماعت یا سکرٹری مال سے درخواست ہے۔ کہ وہ اس قسم کی ایک مفصل رپورٹ لکھ کر بیت المال میں ۳۱ دسمبر ۱۹۲۹ء تک دیدیں۔ تاکہ مختصر نوٹ شائع ہو سکیں۔

(ناظر بیت المال قادیان)

ممالکِ غیر کی خبریں!

آبرن (نیویارک) ۱۲ دسمبر۔ آبرن سٹیٹ کی جیل میں قیدیوں نے بغاوت کر دی۔ چھ مہینے کی مدت میں قیدی دو بار بغاوت کر چکے ہیں۔ انہوں نے محافظ اعلیٰ کو قتل کر دیا۔ گورنر اور چھ سپاہیوں کو بطور یرغمال گرفتار کر لیا۔ اور کہا کہ اگر ہمیں آزاد نہ کیا گیا۔ تو ان کو قتل کر دینگے۔ جیل کے ٹیلیفون کا سلسلہ توڑ دیا۔ ریاست کی مسلح فوج پولیس اور قومی محافظ سینکڑوں کی تعداد میں اس جگہ پہنچ گئے چار گھنٹے کی شدید جنگ کے بعد فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔ اس جنگ میں بارہ آدمی ہلاک ہو گئے۔

اعلان بالفور کی سالگرہ کے موقع پر بیت المقدس کے عربوں نے کامل ہڑتال منائی۔ اور سیاہ جھنڈے لئے ہوئے شہر کے بڑے بڑے بازاروں میں سے مظاہرے کرتے ہوئے گذرے۔

جنیوا۔ ۱۳ دسمبر۔ ۱۳ جنوری ۱۹۳۰ء کو جمعیۃ الاقوام کی کونسل اس تجویز پر غور و خوض کرے گی۔ کہ مارچ میں فسادات فلسطین کے تحقیقاتی کمیشن کی رپورٹ پر بحث کی جائے۔ اور "دیوار ماتم" کے سلسلے میں یہودیوں اور مسلمانوں کے حقوق کا تصفیہ کرنے کے لئے ایک خاص کمیٹی قائم کرنے کے متعلق حکومت برطانیہ کو اطلاع دی جائے۔

لنڈن۔ ۱۴ دسمبر۔ یقین کیا جاتا ہے۔ کہ دادی ٹیمز کی طغیانی نے بدترین صورت اختیار کر لی ہے کل ایک اور طوفان باد آیا۔ جس کی رفتار لورپول میں اسی میل اور رود بار انگلستان میں ستر میل فی ساعت تھی۔

قسطنطنیہ۔ ۱۳ دسمبر۔ مجلس ملیہ انگورہ میں عصمت پاشا وزیر اعظم نے خواتین ترکی سے اپیل کی۔ کہ وہ صرف سودیشی کپڑا پہنیں اور اناطولیہ کے کوہستانی پھولوں سے اپنے آپ کو مزین کریں۔

رائس کیڈن۔ ۱۲ دسمبر۔ برطانی افواج نے رائن لینڈ خالی کر دیا۔ برطانی جرنیل کے صدر مقام پر جو یونین جیک لگا ہوا تھا وہ گرا دیا گیا۔ اور جرمن حکومت کے نمائندوں کو قبضہ دیا گیا۔

لنڈن۔ ۱۵ دسمبر۔ اشتراکیوں نے ٹریفالگر سکوئیر میں ایک مظاہرہ کے دوران میں ایک قرارداد منظور کی۔ جس میں موجودہ برطانوی حکومت کی ہندوستان کے متعلق تشدد آمیز حکمت عملی کے خلاف احتجاج کیا۔ اور کہا۔ کہ حکومت برطانیہ اس طرح پر ہندوستانی مزدوروں کی تحریکوں کو کچلنا چاہتی ہے۔

قاہرہ کا اخبار "الاتحاد" رقمطراز ہے۔ کہ عنقریب ایرانی سفارت خانہ لنڈن اور برطانوی وزارت خارجہ کے درمیان جزیرہ بحرین کے مسئلہ پر گفت و شنید شروع ہو جائیگی۔ گذشتہ سال بھی اس مسئلہ پر جنرل تیمور تاش ایرانی سفیر نے گفت و شنید شروع کی تھی۔ لیکن حکومت برطانیہ نے جزیرہ بحرین پر ایران کا حق اور خلیج فارس کے متعلق دیگر مطالبات ماننے سے انکار کر دیا تھا۔

(عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)